اسلامی اقتدار کا نقیب

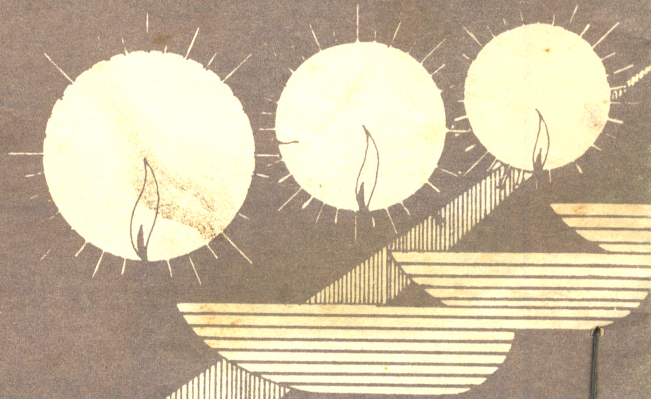
ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود



آہ حکیم محمد عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ ہزاروی

وہ حکیمِ ملک و ملّت وہ حکیم عبدالسلام
آسمانِ علمِ طب پر ہے درخشاں جس کا نام

ہم جلیس شیخ مدنیؒ ، ہم نشینِ بوالکلامؒ
جس کا ہے تحریکِ آزادی میں اک اونچا مقام

حق گوئی و حق پرستی پہ سدا قائم رہا
زیست اپنی کی اصولوں کی حفاظت میں تمام

ظالموں کے سامنے جس نے یہ واضح کر دیا
جھک نہیں سکتا محمدؐ کے غلاموں کا غلام

اولیاء اللہ کی جس پر نگاہِ خاص تھی
تھا بخاریؒ اور لاہوریؒ کا جس پر لطف عام

سینکڑوں لوگوں کو درسِ حریت جس نے دیا
جس نے پہونچایا ہزاروں تک اخوت کا پیام

جس کی خواہش تھی کہ نافذ ہو نظامِ مصطفٰےؐ
جس کی کوشش کہ مٹ جائے فرنگی کا نظام

خون میں شامل تھا جس کے جذبۂ حبِ وطن
موجزن تھی جس کے دل میں الفتِ خیرالانامؐ

تیرے اندر دفن ہے وہ مردِ حق جری
اللہ اللہ اے ہزارے کی زمیں تیرا مقام

جب کبھی صحنِ گلستاں میں کوئی غنچہ کھلا
یاد مجھ کو آگیا اس کا وہیں طرزِ کلام

اے دلِ مضطر، سنبھل، مت رو کہ فانی ہے جہاں
کون ہے جس نے یہاں پر پائی ہے عمرِ دوام

اہلِ حکمت کیوں نہ اس کی موت پر ماتم کریں؟
اٹھ گیا ہے اہلِ حکمت میں سے حکمت کا امام

رات دن، صبح و مسا ہے یہ دعا سلمان کی
اس کی مرقد پر نزول رحمتِ حق ہو مدام

سید سلمان گیلانی شیخوپورہ



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۲۷

جمعۃ المبارک ۸ جولائی ۱۹۷۷ء / ۲۰ رجب

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ روپے
ششماہی
۲۳ روپے
سہ ماہی ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

اداریہ:

جنرل کونسل کا فیصلہ!

پاکستان قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان ہونے والے بارہویں طویل مذاکراتی دور میں پاکستان قومی اتحاد کے مسودے پر حکومت کے نمائندوں نے جو ترامیم کی تھیں پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل نے مسلسل طویل غور وخوض کے بعد انہیں مسترد کر دیا ہے۔

پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی جنرل کونسل کا مؤقف یہ ہے کہ حکومت کی مجوزہ ترامیم سے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے بنیادی مقصد کو نقصان پہونچے گا۔ وزیراعظم کو مرکزی جنرل کونسل کے فیصلے سے زبانی طور پر آگاہ بھی کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد انصاف اور دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ حکومت مسودے پر مزید غور وفکر کے لیے قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم سے بات چیت کرتی، لیکن اس کے بالکل برعکس جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بعجلت تمام ایک پریس کانفرنس بلاکر قومی اتحاد پر معاہدے سے انحراف کا الزام عاید کر دیا۔ انہوں نے یہاں تک کہ دیا کہ سمجھوتے پر مزید بات چیت نہیں ہوسکتی۔ بھٹو صاحب نے اپنی عادت کے مطابق دوراز کار باتیں کیں۔ الزامات لگائے۔ اتہامات تراشے۔ گذشتہ معاہدوں کا ذکر کیا۔

خصوصیت کے ساتھ ٹرسٹی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اپنی پروپیگنڈہ مہم کا پورے زور شور سے آغاز کر دیا۔ حکومت کے پاس ایک یہی محاذ ایسا ہے جس کی کارکردگی پر وہ زندہ ہے لیکن صورت حال یہ ہے کہ عوام اب خود اپنے دل اور دماغ سے سوچتے ہیں اور حکومتی پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوتے۔ حکومت اس خام خیالی میں مبتلا ہے کہ شاید وسیع ذرائع ابلاغ کے ذریعہ رائے عامہ کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ مگر ع: ایں خیال است ومحال است جنون۔

حکومت کی شروع دن سے یہ خواہش رہی ہے کہ قومی اتحاد میں افتراق وانتشار پیدا کر کے اس کی بے مثال قوت کو کمزور کیا جائے۔

لیکن حکومت اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ایسا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اب حکومت کے لیے آخری چارہ یہی رہ گیا ہے کہ وہ قومی اتحاد کی مرکزی جنرل کونسل کے تبادلۂ خیالات کو ہوا دے کر یہ مشہور کرے کہ قومی اتحاد انتشار کا شکار ہو گیا ہے، لیکن ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ قومی اتحاد آج بھی مضبوط چٹان کی مانند اپنے مقام پر کھڑا ہے۔

جہاں تک سرکاری مجوزہ ترامیم کو جنرل کونسل کی طرف سے مسترد کرنے کا تعلق ہے تو یہ ایک ایسی معقول بات ہے جس میں کوئی ابہام اور پیچیدگی نہیں۔ اس سے مذاکراتی ٹیم کی نہ حیثیت مجروح ہوتی ہے اور نہ ہی عدم اعتماد کا اظہار ہی مترشح ہوتا ہے۔

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے سرکاری مذاکراتی ٹیم سے دو ٹوک الفاظ میں کہ دیا تھا کہ سمجھوتے پر اس وقت تک دستخط نہیں ہوسکتے جب تک قومی اتحاد کی مرکزی جنرل کونسل اس کی توثیق نہیں

کمزوری - اب اگر جنرل کونسل مجوزہ سرکاری ترمیم کو تسلیم نہیں کرتی تو یہ اس کا اصولی حق ہے - جنرل کونسل نے اب بھی جو فیصلہ کیا ہے وہ باہمی اعتماد اور اتفاق سے کیا ہے اور وہ متفقہ طور پر اپنے موقف پر قائم ہے۔

بھٹو صاحب جیسے کہ بار بار دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ فی الحقیقت خلوصِ دل سے موجودہ سیاسی بحران کو حل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں قومی اتحاد کے نمائندوں سے مزید افہام و تفہیم کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرنا چاہیے جب وہ تمام باتوں پر رضامند ہو گئے ہیں تو منصفانہ و آزادانہ انتخابات کے انعقاد کے لیے تحفظات فراہم کرنے سے کیوں کتراتے ہیں - ؟

نگران کونسل کے قیام، بلوچستان سے فوجوں کی واپسی، غیر جانب دار گورنروں کے تقرر ایسے مسائل پر بنیادی اتفاق رائے کے بعد ان امور کی واضح تشریحات میں الجھنے سے آخر انہیں کیا فائدہ ہو گا۔

اس سلسلے میں بھی سب سے اہم مسئلہ نگران کونسل کے اختیارات اور حیثیت کا ہے اور وہ بھی منصفانہ انتخاب کی حد تک - جبکہ قومی اتحاد حکومت کے ان خدشات کو بھی دور کر چکا ہے کہ یہ کوئی سپر حکومت نہیں ہو گی بلکہ اس کا دائرۂ کار انتخابات کے منصفانہ انعقاد تک ہی محدود ہو گا - پھر نہ جانے حکومت نگران کونسل کے اختیارات کی واضح تعبیر سے کیوں پریشان ہو جاتی ہے - اور اس اصولی بات کے تسلیم کرنے سے حکومت اپنی کمزوری کیوں تصور کرتی ہے -

حب الوطنی اور ملک و قوم کی بہبود و فلاح کا تقاضا یہ ہے کہ اب حکومت کو قومی اتحاد کے یہ جائز مطالبات تسلیم کرنے میں لیت و لعل سے کام نہیں لینا چاہیے - وقت تیزی سے گذر رہا ہے اور عوام کا اضطراب بڑھتا جا رہا ہے - بیرونی دنیا میں بھی ہماری بہت جگ ہنسائی ہو چکی ہے اسکے علاوہ ہمارے عرب برادر ممالک بھی پاکستان کے حالات درست ہو جانے کا بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں۔

الطاف حسین
سرکولیشن مینجر

لائلپور ، گوجرانوالہ ، لاہور
کے دورہ پر ہیں
جماعتی احباب تعاون فرمائیں

(ادارہ)

کراچی کا سیاسی موسم

نمائندہ خصوصی

استقبال اور استقبالیے

عوام میں پہلے سے زیادہ جوش و خروش پایا جاتا ہے

کراچی میں آج کل استقبال اور استقبالیوں کا دور دورہ ہے، جب سے مذاکرات کا دور شروع ہوا۔ جلسے جلوس تو فی الحال بند ہیں، تاہم قومی اتحاد کے قائدین اور کارکنوں کی رہائی، کراچی آمد پر زبردست استقبال اور استقبالیہ تقاریب کے اہتمام ہو رہے ہیں۔

سب سے پہلا استقبال پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی راہنما اور این۔ڈی۔پی کے سربراہ جناب شیر باز خان مزاری کا کراچی ایئرپورٹ پر کیا گیا۔

استقبال مثالی تھا اور ہجوم اس قدر تھا کہ بدنظمی کی حدود کو چھونے لگا۔ معمولی گڑبڑ کے واقعات بھی ہوئے۔

مزاری صاحب نے استقبالیہ ہجوم سے کراچی ائرپورٹ پر خطاب کرتے ہوئے عوام کو مبارکباد دی، کہ ان کی جدوجہد رنگ لا رہی ہے، اور عنقریب عوام اپنی منزلِ مراد کو پالیں گے۔ انہوں نے مسٹر بھٹو کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے قوم کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تو انہیں کسی صورت بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے عوام کو یقین دلایا کہ قومی مطالبات سے کسی بھی لمحہ انحراف نہیں کیا جائے گا۔ اور پاکستان قومی اتحاد، قوم کے مطالبات پر سودے بازی نہیں کرے گا۔ مزاری صاحب کو بڑی شان و شوکت سے شہر تک لایا گیا۔ ان کے بعد سکھر جیل سے رہا ہونے والے کراچی قومی اتحاد کے راہنما جناب محمود اعظم فاروقی، مولانا محمد حسین [illegible]، شاہ فرید الحق وغیرہ کا کراچی کینٹ اسٹیشن پر زبردست استقبال کیا گیا۔ اور ان کو جلوس کی شکل میں شہر تک لایا گیا۔

ازاں بعد متعلقہ علاقوں میں اتحاد کے قائدین کے اعزاز میں استقبالیے دیے گئے

ایک روز بعد کراچی سنٹرل جیل سے کراچی کے ہردلعزیز راہنما مولانا محمد زکریا، جناب منور حسین، جنید فاروقی رہا کیے گئے، تو پورا شہر سنٹرل جیل کے دروازے پر پہنچ گیا۔ قائدین جیسے ہی دروازے سے باہر قدم نکالتے فضا نعروں سے گونج جاتی اور جیل کے در و بام لرز لرز جاتے۔

عوام نے قائدین کے گلوں کو پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا۔

دو روز بعد کراچی کے معروف راہنما، جناب بوستان علی ہوتی سکھر جیل سے رہا ہو کر آئے، اتحاد کی اپیل پر ہزاروں افراد ہوتی صاحب کے استقبال کے لئے کینٹ اسٹیشن پہنچ گئے،

اتفاق سے جمعیۃ طلباء اسلام، پاکستان کے مرکزی ناظم عمومی محمد فاروق قریشی بھی اسی روز سندھ بلوچستان کے دورے کے سلسلے میں سپر ایکسپریس سے کراچی پہنچ رہے تھے، جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کراچی کے سینکڑوں طلباء اسٹیشن پر جمع تھے، اور قومی اتحاد کے پرچم کے ساتھ للّٰہ الامر کے پرچم بھی پلیٹ فارم کی، زینت بنے ہوئے تھے،

ہوتی صاحب کی آمد سے پہلے سپر ایکسپریس اسٹیشن پر پہنچی تو جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں نے اپنے ناظم عمومی کا زبردست استقبال کیا۔ اور قومی اتحاد کے دیگر کارکن بھی نعروں کی گونج میں اپنی آواز شامل کر رہے تھے، اسٹیشن کے باہر دو رویہ قطار لگی ہوئی تھی، اور اس موقع پر طلباء کا جوش و خروش دیدنی تھا۔

جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کا جلوس جمعیۃ کے مرکزی دفتر جمعیۃ روڈ کی طرف روانہ ہو گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد ہوتی صاحب کی ٹرین کراچی کینٹ پہنچی۔ تو اسٹیشن نعروں سے دہل گیا، ہوتی صاحب کو عظیم جلوس کی شکل میں صدر کے راستے بزنس روڈ اور پھر ان کی قیام گاہ تک لایا گیا۔

تین روز بعد بیگم اصغر خان کی آمد کا اعلان ہوا، پھر کیا تھا کہ ائرپورٹ پر کراچی کے جیالے اور خواتین کا اژدہام لگ گیا۔ اور بیگم صاحبہ کو [illegible] انداز میں جلوس کی صورت میں لایا گیا۔ راستے پر متعدد مقامات پر انہوں نے خطاب بھی کیا۔

اہل کراچی اس قدر کثیر تعداد پر، استقبال سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ، ملتان کی مشہور شخصیت مولانا حامد علی خان صاحب کی تشریف آوری کا اعلان کیا گیا، کراچی کے عوام موجودہ تحریک کی وجہ سے مولانا موصوف کا حد درجہ احترام کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ائرپورٹ پر فقید المثال استقبال کیا گیا۔

اسی دوران محترم بیگم نسیم ولی خان اچانک کراچی کے دورے پر [illegible]

لائن۔ جناب عابد زبیری صاحب رکن سنٹرل کمیٹی نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کراچی کے اُمیدواران قومی و صوبائی اسمبلی اور قومی اتحاد کے سرکردہ افراد کو شام کے کھانے پر مدعو کیا۔

زبیری صاحب کا مکان ڈیفنس سوسائٹی میں غیر معروف مقام پر ہے، بیشتر احباب کو مکان تک پہنچنے کے لئے کافی پریشانی اٹھانا پڑی۔

جب ہم منزل مقصود پر پہنچے تو قومی اتحاد کے تمام سرکردہ افراد جن میں جناب شیر باز خان مزاری، محمود اعظم فاروقی، منصور حسین، جلیند، فاروقی، نفیس صدیقی، انوار الاسلام فاروقی، بشیر احمد رانا اور بہت سے احباب کے علاوہ بیشتر بیگمات بھی موجود تھیں۔ محترم نسیم ولی خان تقریر کر رہی رہیں تھیں کہ مولانا ذکریا صاحب کو دیکھتے ہی عابد زبیری صاحب خود اُنکے اور جگہ پر ہونے کے باعث مزاری صاحب کے پیچھے ایک لائن کا اضافہ کیا گیا، جہاں مولانا اور ان کے ساتھیوں کو بٹھایا گیا مولانا کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کے گلے میں ہار ڈالے گئے۔

بیگم ولی خان نے تقریر کرتے ہوئے کراچی کے کارکنوں کا شکریہ ادا کیا، اور ان کی کامیاب جدوجہد پر مبارک باد دی، انہوں نے کہا کہ مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں انشاء اللہ ہم اپنے مطالبات منوانے میں کامیاب ہو جائیں گے، قومی اتحاد کے راہنما جو مذاکرات کر رہے ہیں۔ وہ پوری قوم کے نمائندے ہیں۔ اور اگر انہوں نے محسوس کیا کہ قوم سے سودے بازی ہو رہی ہے یا محض تضیع اوقات ہو رہی ہے تو وہ فوراً مذاکرات کی میز چھوڑ کر عوام کے پاس آ جائیں گے،

انہوں نے کہا بھٹو صاحب گئے، بیرونی ممالک کے دورہ کے باوجود میرا دل مطمئن ہے، انشاء اللہ ہم بھٹو کے تاخیری حربے کامیاب نہیں ہونے دیں گے، اور اگر ضرورت پڑی تو پہلے سے زیادہ کامیاب اور پُرزور تحریک چلائی جائے گی بیگم صاحبہ کی تقریر کے بعد ایک پر تکلف عشائیہ دیا گیا۔

تقریباً دس بجے شب پر رونق اور باوقار تقریب اختتام کو پہنچی۔ یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی، کہ جب مولانا ذکریا تقریب میں ادھر ادھر جاتے تو بیشتر خواتین ایک دوسرے کو اشارہ کے ساتھ بتاتیں کہ مولانا ذکریا یہ ہیں اور پھر وہ سراپا سپاس بن جاتیں اکثر افراد کی بھی یہی کیفیت تھی،

ان دنوں کراچی میں ایک شاندار استقبالیہ جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کراچی کی طرف سے الفاروق ہوٹل صدر میں مولانا محمد ذکریا اور روزنامہ صداقت کے ایڈیٹر جناب بشیر احمد رانا کے اعزاز میں دیا گیا، جس کے مہمان خصوصی جمعیتہ طلباء اسلام، پاکستان کے مرکزی ناظم عمومی محمد فاروق قریشی تھے۔

استقبالیہ تقریب کا انعقاد

۲۴ جون کو شام ۸ بجے الفاروق ہوٹل میں ہوا، اس تقریب میں مولانا محمد ذکریا، بشیر احمد رانا۔ محمد فاروق قریشی کے علاوہ خواجہ شرف الاسلام ایڈوکیٹ مسعود رشیدی ایڈوکیٹ سلیم قریشی ایڈوکیٹ، جمعیتہ میں شامل ہونیوالے تمام وکلاء حاجی دل مراد صاحب، مولانا عبدالرزاق عزیز، و دیگر علماء اور کالجوں اور دینی مدارس کے طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی، یہاں تک کہ مخصوص نشستوں سے دگنی تعداد ہو گئی اور ہال میں مزید کرسیاں لگوائی گئیں، الفاروق ہوٹل کا ہال، علماء، وکلاء اور طلباء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، انتہا بھرپور استقبالیہ تقریب کی صدارت کراچی جمعیتہ طلباء کے صدر جناب محمد رفیق نے کی۔ ابتداء میں انہوں نے کراچی جمعیتہ کے بارے میں مختصراً تقریر کی۔

جناب حمید الحسین صاحب نے مولانا محمد ذکریا صاحب، بشیر احمد رانا، اور محمد فاروق قریشی کو سپاسنامہ پیش کیا، سپاسنامہ سے قبل قومی اتحاد کے صوبائی امیدوار جناب خواجہ شرف الاسلام ایڈوکیٹ نے خطاب کیا۔

بعد ازاں سپاسنامہ کی جواب تقریر کے لئے جناب محمد فاروق قریشی اٹھے، اور انہوں نے اپنے رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا، کہ جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکن مولانا ذکریا صاحب کی جرأت و عزیمت بشیر رانا کی، حق گوئی و بیباکی کو سلام کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نے اب تک، کتابوں میں علماء حق حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ عبدالعزیز، شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، شاہ اسمٰعیل شہید، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت شیخ الہند، مولانا عبداللہ سندھی، حضرت نانوتوی، اور حضرت مدنی سے لے کر حضرت لاہوری تک واقعات پڑھے تھے، لیکن کبھی کبھار خیال آتا تھا، کہ آیا یہ واقعات اس دنیا میں ملتے بھی ہیں لیکن حضرت مولانا محمد ذکریا کے کردار نے ثابت کر دیا کہ علماء حق ہر دور میں قوم کی راہنمائی کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اور کسی بھی قربانی سے منہ نہیں موڑتے،

انہوں نے بشیر احمد کی صحافتی جرأت مندی پر ان کو مبارک باد دی اور موجودہ تحریک میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے کردار سے متعلق بتایا کہ تحریک نظام مصطفےٰ میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے گیارہ کارکن شہید، ۸۷ زخمی اور ہزاروں گرفتار ہوئے۔

قریشی صاحب نے یقین دلایا کہ اگر قوم کو پھر ضرورت پڑی تو جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن اس سے بڑھ کر میدان میں نکلیں گے، اور علماء و عوام کو تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیں گے، بلکہ قوم کے شانہ بشانہ ہر قسم کی قربانی دیں گے

بعد ازاں مولانا بشیر صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ میرا فرض ہے، کیونکہ میرے پیر و مرشد مولانا علیہ الله الوذ ہیں اور ان سے تعلق اس بات کا متقاضی ہے، کہ میں کوئی غلط دباؤ قبول نہ کروں۔ انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ روزنامہ صداقت آئندہ بھی اس پالیسی پر رہے گا گامزن، مولانا محمد زکریا نے تقریر کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ موجودہ تحریک اور گذشتہ انتخاب میں جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں نے جس بے جگری سے کام کیا،

وہ انہی کا حصہ ہے اور اس پر ان کو مبارک باد دیتا ہوں، انہوں نے کہا کہ میری کوئی بہادری نہیں بلکہ یہ قوم کی بہادری ہے، اور اگر ضرورت ہوئی تو میں اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کرونگا،

انہوں نے بھٹو کی پالیسیوں پر سخت تنقید کی۔ اور کہا کہ اعلان کے باوجود اب تک اتحاد کے کارکنوں کو رہا نہیں کیا گیا۔ اب تک کراچی قومی اتحاد کے تمام کارکنوں میں چار سو کارکن گرفتار ہیں۔ لیکن حکومت نے ان کی رہائی کے احکامات جاری نہیں کیے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے، کہ موجودہ حکومت مخلص نہیں اور وہ محض قوم کو بے وقوف بنانا چاہتی ہے۔

حالانکہ اگر وہ ایسا سمجھتی ہے تو سخت غلطی پر ہے انشاء اللہ قوم ان کو چین کی نیند نہیں سونے دے گی اور عنقریب قوم کی فتح یقینی ہے، اگر بھٹو صاحب، مذاکرات میں خلوص دل سے تعاون نہیں کرتے تو قائدین اتحاد کا حکم ملتے ہی پورے ملک میں خصوصاً کراچی میں زبردست تحریک چلائی جائے گی۔ جس کو دبانا کم از کم ایسی کمزور ترین اور بے وقوف حکومت کے بس کی بات نہیں جس کو عوام کی [illegible] گوئی، حمایت اور ہمدردی حاصل نہیں ہے۔

استقبالیہ میں علامہ اقبال کالج، کراچی پولی ٹیکنیک، ڈی، جے سائنس کالج سائنس سپیریئر کالج کے ۱۵۰ طلباء نے

پیپلز پارٹی

(الطاف حسین سرکولیشن منیجر کے قلم سے)

مسلح غنڈوں کی یلغار کے باوجود اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکی

کمالیہ ضلع لائل پور کا ایک مشہور اور تاریخی قصبہ ہے، لیکن بدقسمتی سے یہاں کے مکین جاگیرداروں کی "ڈیرہ دار" سیاست کا شکار رہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین نے جاگیرداروں کے اس غلبہ کو ختم کرنے کے لیے اپنی تنظیمی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں اور یہاں ایک دینی درسگاہ مدرسہ نعمانیہ کی بنیاد رکھی۔ مولانا لطف اللہ شہید سابق مہتمم مدرسہ نعمانیہ کی اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات ہیں یہ مدرسہ آہستہ آہستہ علاقہ کی ایک اہم دینی اور سیاسی تربیت گاہ ثابت ہوا اور اسی وجہ سے یہ جاگیرداروں کی آنکھ میں کھٹکنے لگا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے جاگیرداروں اور وڈیروں کا ہر محاذ پر مقابلہ شروع کر دیا۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں گو جمعیۃ کا امیدوار کامیاب نہ ہو سکا لیکن وہاں کے عوام کے دل سے رسہ گیروں کا طلسم پاش پاش ہو گیا۔

موجودہ الیکشن مہم اور انتخابی دھاندلیوں کے خلاف تحریک میں بھی مدرسہ کے طلباء اور مدرسین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کی وجہ سے پیپلز پارٹی کے مقامی لیڈروں نے اس مدرسہ پر باقاعدہ قبضہ کر کے قومی اتحاد کے اس مضبوط مرکز کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ سب سے پہلے مدرسہ کے مہتمم مولانا اختر صدیقی پر پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے قاتلانہ حملے کا پروگرام بنایا غنڈے چاقوؤں لاٹھیوں اور پستولوں سے مسلح تھے۔ لیکن کرائے کے غنڈے جذبہ ایمانی سے لبریز نمازیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور دم دبا کر بھاگ گئے۔ اس پروگرام کی ناکامی کے بعد پیپلز پارٹی کا ایک اجلاس پیپلز پارٹی کے کالعدم ایم این اے رائے حفیظ اللہ طارق کی صدارت میں ہوا۔ بالآخر بروز جمعہ کو مدرسہ نعمانیہ پر قبضہ کا پروگرام بنایا۔ دراصل دھاندلی سے کامیاب ہونے والے ایم این اے اپنی سیٹ کے کالعدم قرار دیئے جانے پر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ اور عجیب و غریب کارروائیوں اور ہتھکنڈوں سے اپنے قاید کو کچھ کر دکھانے کا پروگرام بنانے لگے اور یہ حملہ اسی پروگرام کی ایک کڑی تھی۔ یہ پروگرام گذشتہ ماہ کے جمعہ کا تھا۔ لیکن اس پروگرام کی ساری کارروائی بروز بدھ تمام شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ قومی اتحاد کے کارکنوں نے ان کے اس پروگرام کو ناکام بنانے کا مکمل ارادہ کر لیا۔ پیپلز پارٹی نے یہ تمام انتظام وہاں کی انتظامیہ سے حل کر لیا اور پولیس سے مداخلت نہ کرنے کی منظوری لے لی۔ پروگرام کے مطابق پاکستان قومی اتحاد کے کارکن نماز جمعہ سے تقریباً دو گھنٹے پیشتر ۱۲ بجے مسجد کے صحن میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مدرسہ اور جامع مسجد ملحق ہیں۔ ۱۲ بج کر چند منٹ پر پیپلز پارٹی کے کرایہ دار کارکن مسجد میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ ان کا یہ پروگرام تھا کہ سو ڈیڑھ سو کارکن مسجد میں پہنچ جائیں۔ اور جس وقت مولانا اختر صدیقی تقریر میں بلو اور حکومت کے خلاف کوئی بات کریں تو سب کارکن کھڑے ہو جائیں اور ہنگامہ کر دیں اور اسی شور میں جو مسلح غنڈے باہر کھڑے ہوں گے اندر آ جائیں اور مسجد اور مدرسہ پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن قومی اتحاد کے کارکنوں نے بھی اس سازش کو ناکام بنانے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ جب پیپلز پارٹی کے کارکن مسجد میں داخل ہوئے تو چند قومی اتحاد کے کارکن ان کے دونوں طرف بیٹھ گئے۔ تقریباً مسجد میں پہنچنے والے پیپلز پارٹی کے تمام کارکنوں کو مکمل طور پر محصور کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ جو غنڈے گلیوں میں کھڑے تھے انہیں بھی شہریوں نے مکمل طور پر نرغے میں لے لیا۔ اب ایم این اے پیپلز پارٹی کی تمام "فوج" گھر چکی تھی۔ جب انتظامیہ کو یہ اطلاع ملی تو وہ بھی پریشان ہو گئے کہ یہ تو لینے کے دینے پڑ گئے۔ انہوں نے پیپلز پارٹی کو بچانے کے لیے پولیس بھیج دی۔ پولیس نے پیپلز پارٹی سے پوچھا کہ آپ کیا ارادے ہیں۔ انہوں نے گھیرا تڑوانے کی استدعا کی۔ پولیس نے بڑی مشکل سے ان نام نہاد کارکنوں کو پاکستان قومی اتحاد کے غیظ و غضب سے بچا لیا اور شہریوں نے ثابت

باقی ص ۲۷ پر

شیخ محمد یعقوب

حضرت مولانا مفتی ابو سعید صاحب سے ایک ملاقات

غیر مملوکہ بنجر زمین اُس کی ہے جو اُسے آباد کرے

فقہائے نے معاشیات کے تمام اُصول متعین کر دیئے ہیں

امام ابُوحنیفہؒ نے بٹائی کو حرام قرار دیا ہے

پاکستان کا ہر ذی شعور شخص اقتصادی و معاشی ناہمواری جو کہ پاکستان میں ہر سطح پر پائی جاتی ہے اس سے تنگ ہے اور سوچتا ہے کہ غریب کسان خوش حال ہو۔ عزت مندانہ اور آبرو مندانہ زندگی گزارے مزدور مطمئن ہو۔ اور عام آدمی خوشی اور آزادی سے زندگی بسر کر سکے۔ آدمی سفر پر ہو یا گھر میں وہ اپنے ملک کے لیے ملت اسلامیہ کے لیے سوچتا ہے، ایک ایسی ہی مجلس میں مدرسہ انوار العلوم کے سابق شیخ الحدیث مفتی جناب مولانا ابو سعید صاحب جو کہ آج کل غوثیہ مسجد اوکاڑہ میں خطیب ہیں انہوں نے معاشی مسائل پر مندرجہ ذیل انٹرویو دیا۔

سوال۔ پاکستان میں معاشی مسائل بہت الجھے ہوئے ہیں خاص طور پر کسانوں کا مسئلہ ہے مزارع اور مالک کے مسائل ہیں۔ اسلام نے ان مسائل کا کیا حل پیش کیا ہے۔؟

جواب۔ اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جس نے محنت کشوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جامع سیوطی میں روایت ہے کہ

اِحرثُوا فان الحرث مبارکٌ

ترجمہ ہل چلاؤ کیونکہ ہل چلانے میں برکت ہے زمیندار اور مزارع کا مسئلہ فرنگیوں نے پیدا کیا انگریز کی سازش تھی کہ لوگوں کو طبقات میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح عوام کے درمیان ایک طبقاتی فرق قائم ہوا۔

اسلامی معاشرہ اس طرح کے فرق کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس حدیث کی ایک ہی ضرب سے یہ فرق ختم ہو جاتا ہے۔ اور کسان کو خوشخبری اور انعام سے نوازا جاتا ہے اور اس کے فعل کو بابرکت قرار دیا جاتا ہے۔ زمیندار کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ کسان جو کام کرتا ہے بابرکت کام ہے اور ہے بھی ایسا ہل چلانے کی برکت سے کھیتیاں سبزہ زار بنتی ہیں بنجر زمین لہلاتے کھیتوں کی صورت میں بدل جاتے ہیں اور زمین سے غذائی اور زرعی اجناس پیدا ہوتی ہیں اس سے معاشرہ اور معاش کی احیا۔ اور افزائش ہوتی ہے۔ کائنات کا سارا انتظام بہت حد تک کسان۔ ہل۔ اور مزدور سے وابستہ ہے

سوال۔ ہم امام اعظم کے پیرو ہیں ان کا مسلک یہ ہے کہ بٹائی جائز نہیں۔ تو پھر ہم اپنے امام کی تابعداری کیوں نہیں کرتے؟

جواب۔ مزارعت پر ہمارے ہاں صاحبین (امام یوسف اور امام محمد) کے فتوے پر عمل کیا جا رہا ہے۔ امام ابو حنیفہ کا قول تقوے پر مبنی ہے اور شدت تقوے کی بناء پر حضرت نے اس فعل کو ناجائز قرار دیا۔

سوال۔ کہا جاتا ہے کہ صاحبین نے حکومتِ وقت سے مصالحت کر لی تھی اور سرکاری مناسب قبول کر لیے تھے۔ اس لیے بادشاہ کے خوف اور اثر سے اس قسم کے اصول بیان کیے۔

جواب۔ امام ابو حنیفہ کا منصب قبول نہ کرنا یہ بھی تقوی کی بنا پر تھا ورنہ بعض دفعہ تو اقتدار کا حصول لازم ہو جاتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے خود اظہار کیا اس لیے کہ حالات اس قدر ہنگامی تھے کہ خزینہ مصر کے بس میں نہ تھے۔ اسی طرح صاحبین نے محسوس کیا کہ مناصب قبول نہ کیے تو بہت سے معاشی و معاشرتی مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ انہوں نے قومی خدمت کے پیش نظر مناصب قبول کیے اور ایسے اصول واضح کیے جن پر آج تک عمل چلا آ رہا ہے۔ فقہا کہتے ہیں کہ عبادات میں امام صاحب کا فتویٰ قابل ترجیح ہے اور معاملات میں صاحبین کی رائے زیادہ معتبر ہے

امام اوزاعی، امام ابو حنیفہ کے ہمعصر ہیں اور بہت بڑے محدث، امام اوزاعی نے فرمایا کہ آپ نے احادیث کو جمع کرنے پر زیادہ توجہ نہ فرمائی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جس قدر احادیث مجھے یاد ہیں قیامت تک کے مسائل کا حل ان میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں البتہ عمل باقی رہ جاتا ہے

سوال۔ امام ابو حنیفہ کا مزارعت کو ناجائز قرار دینا اور صاحبین کا جائز قرار دینا بہت ہی تضاد ہے۔ آخر ایسا کیوں؟

جواب۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین خمس وصول کرنے کی بجائے پہلے مالکوں کے پاس ہی رہنے دی یہ ایک انفرادی واقعہ ہے اور تعامل امت یہی تھا کہ لوگ زمین مزارعت پر دیتے تھے۔ صاحبین کا فتویٰ اسی تعامل پر ہے! اور امام صاحب نے واقعہ خیبر سے مسئلہ استنباط کیا۔

جمہور علماء کا موقف یہی ہے کہ مزارعت جائز ہے۔ امام صاحب کے موقف کے برعکس اگر جمہور علماء کے موقف کو صحیح قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ایسا ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسے مفقود الخبر کا معاملہ ہے۔ اور اگر حکومت

امام صاحب کے موقف کو اپنائے تو اسے بھی درست ہی قرار دیا جائے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "اختلاف امتی رحمۃ"

سوال۔ تجدید اراضی کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے۔

جواب۔ تجدید اراضی کا مسئلہ بہت اہم ہے اس کی گنجائش ہے اور اس سے ہمارا مسئلہ بنیادی طور پر حل ہو جاتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ جس سے زمین لی جائے اسے قیمت ادا کی جائے۔ اور کسانوں سے قسط وار یہ رقم وصول کر کے مالک اراضی کو دے دی جائے۔

اسلام ایک ہمہ گیر دین تب بنتا ہے کہ ہم اس کی لچک کو قبول کریں اور لوگوں سے انصاف کیا جائے جس زمیندار سے متعلق معلوم ہو کہ وہ مزارعین کو تنگ کرتا ہے حق تلفی کرتا ہے اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ معاشی قانون بناتے وقت لوگوں کی ضروریات کا لحاظ رکھا جائے۔ اور جو شخص معاشی قوانین کی خلاف ورزی کرے اسے معاشرتی درجہ کا خیال کئے بغیر قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ غیر آباد اراضی — حدیث پاک میں ہے۔ الارض لمن احیاء

بنجر غیر مملوکہ زمین اسی کی ہے جو اسے آباد کرے ایسی زمین جو کوئی آباد کرے آباد کار سے واپس نہیں لی جا سکتی۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کسی شخص کی مملوکہ اشیاء بلا معاوضہ اس سے چھین لی جائے اس کی ترغیب دیتا ہے کہ جو اشیاء ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں تقسیم کر دو۔

قرآن پاک کا فرمان ہے۔ وفی اموالکم حق للسائل والمحروم ﴿القرآن﴾

ترجمہ تمہارے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔ تؤخذ من اغنیاءہم التقسم علی الفقراء ملا

امیروں سے حاصل کرو اور غریبوں میں تقسیم کرو۔ قرآن پاک کا ایک اور حکم ایسا ہے جو غربا کے حق میں اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو۔

ترجمہ اے نبی پوچھتے ہیں کہ جس قدر خرچ کریں (راہ خدا میں) فرمائیے۔ جو ضرورت سے وافر ہو۔

سوال۔ معاشی مسائل سے اکثر علماء واقف نہیں اور نہ ان مسائل کو عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔

جواب۔ ہمارے ہاں اہل علم اختلافی مسائل میں الجھے رہے ہیں ضرورت ہے کہ متعدد علماء جمع ہوں، اتفاق رائے سے اسلام کے معاشی اصول جمع کریں معاشیات کے مسائل کتب میں بکھرے پڑے ہیں۔ تقریباً نوے فیصد علماء ان سے واقف نہیں۔

۲۔ توحید و شرک کی جامع تعریف کی جائے اور اس جامع تعریف کو ذرائع ابلاغ سے زیادہ سے زیادہ نشر کیا جائے تاکہ امت کے اختلافات ختم ہوں اختلافی مسائل نے ہم کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ یہ بھی انگریز کی سازش تھی کہ اس نے علماء کو اختلافی مسائل میں الجھایا انگریز نہیں چاہتا تھا کہ علماء متحد ہوں اور اتفاق سے معاشی اصول متعین کریں اعتقادی مسائل پیدا کئے اور ان کو بہلایا گیا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اختلافات کا شکار رہیں۔ اور نظام حکومت میں مداخلت نہ کریں آپس میں جھگڑتے جھگڑتے علماء کا وقار ختم ہو کے رہ جائے۔

انگریز کی دوسری سازش یہ تھی کہ علی گڑھ یونیورسٹی میں عربی اور فارسی کو اختیاری مضمون قرار دیا گیا۔ اس طرح مسلمانوں میں انگریزی دان تو پیدا ہوئے۔ قانون دان بھی قوم کو ملے مگر دینی علوم سے لوگ دور ہوتے چلے گئے۔ عربی مدارس کا اپنا نظام ہے اس میں جدید علوم پڑھائے نہیں جاتے ضرورت ہے کہ عربی مدارس میں جدید علوم کا اجراء کیا جائے تاکہ علماء وقت کے تقاضوں سے واقف بھی ہوں اور ان کا مقابلہ بھی کر سکیں۔

سوال۔ کیا تجدید اراضی کا جواز اسلام میں موجود ہے۔

جواب۔ یہ مسئلہ خود قرآن نے حل کر دیا ہے۔ لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم (قرآن)

پھر ہر چیز کا جواز یا عدم جواز نہ پوچھو اگر بتا دیا گیا تو تمہیں برا لگے گا۔

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ و نہٰکم عنہ فانتہوا (القرآن)

جو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں اسے قبول کرو۔ جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

قرآن پاک کے ان احکامات سے ثابت ہو گیا کہ جو چیزیں ممنوعات ہیں ان سے بچا جائے اور جو ممنوعات کی فہرست میں نہیں شریعت نے ان معاملات میں خاموشی اختیار کی ہے یہ سب مباحات ہیں۔

تجدید سے چونکہ منع نہیں کیا گیا اس لیے اس کے جواز کی گنجائش ہے اور حالات زمانہ کے پیش نظر تجدید کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس میں بھی احتیاط لازم ہے کہ تجدید کرتے وقت کسی کے بنیادی حقوق مجروح نہ ہوں۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور جو ممنوعات ہیں ان سے گریز کیا جائے۔ اور ہر مسئلہ میں اور ہر مقام پر عوام کے حقوق کو ملحوظ رکھا جائے۔

محمد سعید الرحمٰن علوی
ایڈیٹر۔ خدام الدین

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

شیرانوالہ کے دینی مرکز میں جلسہ اور دفتر کا افتتاح۔ آنکھوں دیکھا حال!

پاکستان قومی اتحاد اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان معاہدہ کا زبانی اعلان ہوا تو پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف خوشی و مسرت سے لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ حلوہ کی دیگیں تقسیم ہونا شروع ہو گئیں حلوہ کا اہتمام شروع ہو گیا۔ مکانات اور دکانوں پر جھنڈے لہرائے جانے لگے۔ اور بڑے بڑے بینر چار سو عجب بہار دکھلانے لگے۔ لاہور کا نقشہ میرے سامنے ہے۔ اگرچہ پی پی پی کے جھنڈے اور شخصیت پرستی کی مکروہ روایت سے بھرپور بینرز بھی بعض جگہ نظر آ رہے ہیں لیکن پورا شہر ستاروں کے سبز پرچم سے اٹا پڑا ہے۔!

تیس ۳۰ تیس گز لمبے بینرز چاروں طرف بکھرے پڑے ہیں اور معلوم یوں ہوتا ہے شہر پہ اتحاد کا قبضہ ہے۔ آج ان گلیوں اور کوچوں میں بھی جھنڈے اور بینرز لہرا رہے ہیں جہاں مارچ کے مہینہ میں یہ چیزیں نظر نہ آتی تھیں۔

شہر کے بعض حلقوں میں اتحاد کے سرگرم کارکنوں نے جلوس بھی نکالے جن کی مزاحمت پی پی پی کے غنڈوں نے کی۔ لیکن اتحاد کے بہادر اور جیالے کارکنوں اور رضا کاروں نے منہ توڑ جواب دیا۔ اس قسم کے واقعات کرشن نگر اور قلعہ گوجر سنگھ میں بالخصوص وقوع پذیر ہوئے۔ قلعہ گوجر سنگھ کے موڑ پر مشہور پیلی بلڈنگ پر کوشش کے باوجود پی پی پی کا جھنڈا نہیں لہرا سکا۔ شنید ہے کہ پنجاب کا رسوائے زمانہ گورنر کھر یہاں پرچم لہرانے کے لیے آ رہا ہے لیکن لاہور کے بہادر اور جیالے فرزندوں نے جس طرح اسکو للکارا ہے اس سے امید ہے کہ وہ ادھر کا رُخ نہیں کرے گا۔ بلکہ یاد آیا کہ کل کے اخبارات میں ایک مختصر خبر تھی کہ کھر لاہور پہونچ گیا، لیکن آج ان سطور کی تحریر تک اس کا دور دور پتہ نہیں۔ اور لوگ چراغ رُخِ زیبا لے کر تلاش کرنے کے باوجود بھی اس کو نہیں پا سکے۔ خیر مجھے آج شیرانوالہ کے جلسہ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ شیرانوالہ ایک عظیم دینی و روحانی مرکز ہے۔ شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ قدس سرہٗ کی مشہور زمانہ تحریکِ ریشمی رومال کے ممبر کی حیثیت سے حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوریؒ کو دہلی سے نکال کر لاہور نظر بند کر دیا گیا تھا۔ یار لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مردِ قلندر کس مپرسی کے عالم میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ختم ہو جائے گا، لیکن اس کا سوزِ دروں، لِلّٰہیت اور خلوص کام آیا اور ایک چھوٹی سی مسجد جہاں چند آدمیوں سے آپ نے محض درس کا سلسلہ شروع کیا تھا، ایک عظیم عالمی مرکز بن گیا۔ یہاں طالبان علومِ اسلامیہ چار دانگِ عالم سے ٹوٹ کر آئے۔ اکابر میں سے حضرت امام العصر سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مفسر قرآن مولانا حسین علیؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تشریف لائے۔ اُدھر حضرت شیخ العالم قطب زمانہ حضرت دین پوریؒ، مجاہد کبیر حضرت امروٹیؒ جیسے ارباب باطن تشریف لائے اور جدید علوم کے ماہرین کی ایک کھیپ اس مرکز سے وابستہ تھی۔

جب سے اب تک یہ مرکز اللہ کے فضل و کرم سے سلامت ہے اور ہزار کوششوں کے باوجود اس کی تابانی میں کمی واقع نہیں ہوئی ۱۹۶۲ء کے سال میں حضرت لاہوری قدس سرہٗ دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس واقعہ کو اب ۱۵ سال سے زاید عرصہ ہونے والا ہے، لیکن اس "مرد قلندر" کی باطنی توجہات اپنا کام کر رہی ہیں اور وقت کے عظیم لوگوں کی توجہ اسی مرکز پر رہتی ہے۔

فضیلت یہ ہے کہ لاہور میں کوئی پروگرام اور کوئی تحریک ایسی نہیں ہوتی جسکی ابتدا اس مرکز سے نہ ہو۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کے سابقہ بے ننگ و نام وزیر قانون ملک اختر کے مقابلے میں قومی اتحاد کے امیدوار تھے۔ انہوں نے جس انداز سے انتخابی مہم کو منظم کیا اور اس حلقہ میں جس طرح کام ہوا اس کو تمام دنیا نے سراہا اور اس کا سہرا حضرت الامام کے ساتھ ساتھ ان مخلص ورکروں کے سر تھا جن کے خالی نام لکھنے کے لیے ترجمان اسلام کا ایک

اشاعت دکار ہوگی۔

اب جب معاہدہ کا زبانی اعلان ہوا تو پھر تحریک کی ایک نئے انداز سے ابتدا ہوئی اور شیرانوالہ سے ایک نعرۂ رستاخیز بلند ہو کر پورے شہر کو گرما گیا۔

۲۴ رجون کا جمعہ ہے۔ عصر کی نماز ہو چکی ہے نمازیوں سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ ادھر ادھر لوگوں کے سر ہی سر تھے۔ اور مجھے قبل از وقت سٹیج سنبھالنے کی ذمہ داریاں سونپی جا چکی تھیں۔ مائک پر پہونچ کر جلسہ کا بلا تاخیر اعلان کر دیا۔ مرشد انور مولانا نہ جاہ و جلال سے صدارت کی کرسی پر براجمان ہوئے اور قاری غلام فرید صاحب امام مسجد شیرانوالہ نے تلاوت فرمائی۔ قاری صاحب نے سورۂ انفال کے پانچویں رکوع کی تین ابتدائی آیات پڑھیں۔ آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے فرمودات ربانی کا برمحل انتخاب تھا۔ ظالموں کو ظلم سے رک جانے کا پیغام اور مظلوموں کو جدوجہد جاری رکھنے، نیز اللہ کی نصرت و حمایت کی یقین دہانی:

تو کہہ دے کافروں کو اگر باز آویں تو معاف ہو ان کو جو ہو چکا اور اگر پھر وہی کریں گے تو ٹھہر چکی ہے راہ اگلوں کی (یعنی بربادی و عذاب) اور لڑتے رہو ان سے جب تک نہ رہے فساد اور ہو جاوے حکم سب اللہ کا، پھر اگر وہ باز آویں تو اللہ کے کام دیکھتا ہے، اور اگر وہ نہ مانیں تو جان کہ اللہ ہے حمایتی تمہارا کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار ہے۔"

تلاوت ہو چکی تو آزادی برصغیر کے مخلص معروف کارکن اور جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات مرزا جانباز تشریف لائے۔ نظم پڑھی۔ اگرچہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں آواز میں اگلا سا طنطنہ نہیں، تاہم جانباز جانباز ہے اور وہ اب بھی قوم کو حق کا پیغام دینے اور جگانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اب لاہور قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل جناب احسان وائیں آئے۔ میں نے اس حقیقت کا انکشاف ضروری سمجھا کہ دنیا پر واضح کر دوں کہ لاہور میں منظم تحریک کے سلسلہ میں وائیں کا کردار منفرد ہے اور مورخ اسے نظر انداز نہیں کر سکے گا۔ لیکن وائیں نے تواضع و انکساری کے بھرپور جذبات کے ساتھ اس سہرے کا مستحق ان لوگوں کو قرار دیا جو خون میں نہا گئے اور اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ میں اس سعادت سے محروم رہا۔

وائیں صاحب کے اس جملہ پر حد نظر تک پھیلی ہوئی دنیا کی آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ اور شہداء اسلام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے زبردست نعرے لگائے۔

اب علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کو دعوت دی گئی۔ علامہ کی آواز میں جو گھن گرج ہے وہ ہر کسی کو معلوم ہے اور آج تو علامہ نے یادگار تقریر کی۔ سچ یہ ہے کہ مجھے آج کی تقریر بہت بھلی معلوم ہوئی۔

علامہ صاحب نے ڈاکٹر غلام حسین جنرل سیکرٹری پی پی پی کو آڑے ہاتھوں لیا اور کہا کہ ریل کے بند ڈبوں میں بیٹھ کر گیدڑ بھبکیاں مت مارو۔ سامنے آؤ تاکہ ہم تمہیں دیکھیں کہ تم کتنے پانی میں ہو۔

علامہ صاحب نے ڈاکٹر اور نام نہاد پنجاب اسمبلی کی ان ہذیانات کا سخت نوٹس لیا جن میں شہداء اسلام کے شوق شہادت کو ہدف تنقید بنایا گیا تھا۔ اور ان کی مقدس موت کے متعلق اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا تھا۔

علامہ صاحب نے شہیدوں کے شوق شہادت اور ان کے جذبات حریت کو جس محبت بھرے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا اس سے ایک کہرام مچ گیا۔ اور نعروں سے پورا ماحول گونج اٹھا

جب علامہ صاحب نے انارکلی میں فوج کی گولیوں کے سامنے سینہ تان کر آنے والے دو بہادروں کا تذکرہ کیا تو قرآن کے ان حافظوں بیت اللہ کے حاجیوں اور شرم و حیا کے پیکروں کے چہرے سامنے آگئے اور جلال الدین و آفتاب کے حسین و جمیل چہرے ماحول پر روشنی بکھیرتے نظر آنے لگے۔ کتنے خوش بخت اور سعادت مند تھے وہ عزیز نوجوان کہ جیئے تو اسلام کی خاطر اور دنیا سے رخصت ہوئے تو اسلام کی خاطر۔ طاب حیا و طاب میتا۔ ان کا جینا بھی خوب اور مرنا بھی خوب۔

جاوید ہاشمی سے قبل جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کے رہنما رشید اختر نے خطاب کیا۔ طلباء کی طرف سے ہر قسم کی قربانی کا یقین دلایا۔

فاضل بٹ صاحب نے بھٹو صاحب کی زندگی کے بعض رازوں سے جو پردہ اٹھایا اور زیبا سے تھپڑ کھانے کی بات کی تو مجمع گوش بر آواز ہو گیا اور سوچنے لگا کہ "ایسے قاید" ب… ہی کا باعث بنتے ہیں۔

نذیر سیال آ…

اجمل خان کے رنگ میں مجمع پر چھا گئے… سمیت قایدین محترم کی خدمت میں زبرد… ہدیہ تبریک پیش کیا۔ اتحاد کی بات کی نظم… کی بات کی اور اب جاوید صاحب آئے… غلام مصطفیٰ کھر کا نوٹس لیا اور کہا کہ ہم ز… ہیں، جوان ہیں اور تمہیں جانتے ہیں۔ جاوید… سے جرأت و بسالت کی جوت جگائی، حکمرا… کو للکارا۔ غنڈوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر… کی اور جدوجہد کا پیغام دے کر رخصت ہوا۔

ایک بات بھول گیا علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ان افواہوں کا ذکر کیا کہ مسٹر کھر مولانا انور کے مقابلے میں آرہا ہے اور پھر مولانا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فضا میں بلند کیا اور پورے طمطراق سے کہا:

"مسٹر بھٹو تم خود آؤ مولانا احمد علیؒ کے بیٹے کا مقابلہ کرو تاکہ ......

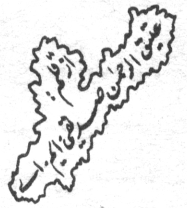
....

آخر میں

مرشد انور نے نظم و تنظیم اور اتحاد کی نصیحت کی۔ دعا کی اور مسجد سے متصل حلقہ کے دفتر کا افتتاح فرمایا۔ پورے جلسے میں سبز پرچم ہی پرچم تھے۔ جھنڈیاں تھیں، جذبات تھے، اور نعرے۔!!

باقی صـ۱۴ پر

حکیم محمد عبدالسلام ہزارویؒ



جناب مولانا مفتی محمود کی نظر میں:



حکیم عبدالسلامؒ جنگِ آزادی کے ایک عظیم مجاہد اور قافلۂ سخت جان کے سالار تھے۔ وہ متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے۔ مگر کبھی بھی ان کے پاؤں ڈگمگانے نہیں پلئے۔ اس لیے کہ وہ صاحبِ عزیمت و استقامت تھے۔ یقیناً ربِ جلیل نے انہیں بخش دیا ہوگا، کیونکہ وہ ایک پاک باز انسان تھے۔ اور خرابیٔ صحت کے باوجود دین اور اہل دین سے والہانہ شیفتگی اور محبت رکھتے تھے۔ یہ پیار و محبّت اور توانائی سے بھرپور جملے جناب مفتی محمود کے ہیں جو نہ صرف جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ ہیں بلکہ نو پارٹیوں پر مشتمل قومی اتحاد کے صدر ہونے کا فخر بھی انہیں حاصل ہے۔ وہ حکیم صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر تعزیت کی خاطر ہری پور تشریف لائے۔ اور ایک بڑے ہجوم سے مخاطب ہوئے جو ان کے حضور دیدہ و دل فرشِ راہ کرنے کے لیے اکٹھا ہوگیا تھا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ وہ حکیم صاحب کی وفات کے بعد سے اب تک زندانوں سے مذاکرات کے ایوانوں تک کتنے ہی کٹھن صبر آزما اور دشوار تر مرحلوں سے گذرتے ہوئے حکیم صاحب مرحوم کے دولت کدہ تک پہونچنے میں کامیاب ہوسکے ہیں تاکہ وہ ربّ کعبہ کے حضور ہاتھ پھیلا کر یہ کہ اب ربّ کریم تو حکیم صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو جادہ مستقیم پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرما (آمین)۔

حُسنِ اتفاق دیکھیے کہ یہ ۲۲ جون کی تاریخ تھی۔ جب کہ مولانا مفتی محمود صاحب شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ ٹھیک اسی تاریخ کو چار ماہ قبل حکیم صاحب نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی تھی۔ مفتی صاحب نے اپنے مخصوص شیریں انداز میں حکیم صاحب کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا وہ گویا تھے اور ہیں اپنی سوچ میں گم کہ حقیقی عزت و توقیر کسی کمزور اور کاخ و ایوان کی محتاج نہیں۔ بلکہ انہی لوگوں کو میسّر آتی ہے جو سرفرازیٔ دین کو اپنا مقصد زندگی بنا لیتے ہیں اور آتشِ نمرود میں بے خوف و خطر کود پڑتے ہیں نہیں گھبراتے اور ان کے دشت و در میں ہمیشہ جنون کا سا انداز موجود رہتا ہے۔ تب بھی نگاہیں عقیدہ سے جھکتی تھیں جب مفتی صاحب اقتدار میں تھے۔ اور اب بھی جب کہ وہ اس زرنگار محل سے باہر ہیں۔

یہی مثال حکیم صاحب مرحوم کی ہے کہ جب وہ زندہ تھے تو ان کا شانہ رونقوں کا گہوارہ تھا۔ اور مر گئے تو بھی ان کا ذکرِ خیر بدستور جاری ہے۔ ذکر بھی جناب مفتی محمود ایسے بڑے لوگوں کی زبان سے۔ یہ ایک بیّن دلیل ہے حکیم صاحب مرحوم کے بڑا آدمی ہونے کی۔

مجھے ۲۲ جنوری کا وہ دن بھی یاد ہے جبکہ طوفان کی بارش برس رہی تھی اور سارا ماحول سردی کی شدّت سے ٹھٹھرا ہوا تھا، مگر حکیم صاحب کا جنازہ اٹھا تو حدِّ نگاہ تک سر ہی سر تھے!! چھتریوں کی اوٹ میں کم اور برستی بارش میں زیادہ علماء وکلاء طلباء، تجّار، سیاسی زعماء اور شہری و دیہاتی، غرض کہ سب ہی قسم کے لوگ تھے۔ جنہیں ان کا جذبِ دروں فاصلوں کو سمیٹ کر کشاں کشاں یہاں لے آیا تھا۔ اتنا بڑا جنازہ اٹھا اور وہ بھی موسم کی خرابی کے باوجود حکیم صاحب مرحوم کی عظمت کی ایک زندہ شہادت تھا۔ یہ سب کچھ اسی بنا پر تھا کہ حکیم صاحب مرحوم اپنا شاندار اور پُرشکوہ ماضی رکھتے تھے تاریخ آزادی کا ہر ورق گرداں اسی حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ رتبۂ بلند انہی کو مل سکا جو فرنگی سلطنت کے جلال و جبروت سے ٹکرائے اور ان خارزاروں میں آبلہ پائی کی خاطر بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ جیل میں برسوں گلتے سڑتے رہے، مگر اپنے مؤقف سے بال بھر بھی سرک نہ پائے۔ بالآخر اس استقامت کی بدولت آزادی کی ساعتِ سعید طلوع ہو کر رہی — یہ ثمرہ تھا ان کی قربانیوں کا اور اس جانگسل محنت و ریاضت کا، جو انہوں نے شعورِ ملّی کو بیدار کرنے کی خاطر روا رکھی۔

یہ حکیم صاحب ہی تھے جنہوں نے سبھاش چندر بوس کو خوش آمدید کہا اور دربند تک اس مردِ حر کی معیت میں گئے اور کابل کی سرحد میں داخل کر کے واپس ہوئے اور انگریز اپنی تمام تر انٹیلی جنس کے باوجود سبھاش صاحب کی ٹوہ

لگانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مرحوم کی غیرت و حمیت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار جب سردی کی راتوں میں پولیس انہیں گرفتار کر کے لے جا رہی تھی تو انھوں نے حکیم صاحب کو کمبل اوڑھنا چاہا مگر انہوں نے یہ کہ کر دامن جھٹک دیا کہ جن لوگوں سے جنگ کی جا رہی ہو ان کا ممنون احسان ہونا درست نہیں ہوتا۔ بنوں جیل میں جب انہیں اے کلاس کے لیے درخواست دینے کو کہا گیا تھا تو انہوں نے اس درخواست کو ٹھکرا دیا نتیجے میں حکیم کو خود اے کلاس دیتے ہی بنی۔

ایسے بے شمار دلیرانہ واقعات سے حکیم صاحب کی زندگی عبارت رہی جن کا ذکر بڑے خوب صورت پیرائے میں وہ اپنے احباب سے کیا کرتے تھے۔ جب بھی آزادی کی جنگ کا کوئی ساتھی وفات پا جاتا تو وہ افسردہ و غمگین ہو کر سرد آہ بھرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے:

احباب ہمنشیں کہ ملے وائے انتشار
پھولوں کا ایک ہار تھا ٹوٹا بکھر گیا

انہیں کیا خبر تھی کہ وہ اب زیادہ دیر تک اس عالم آب و گل میں سانس نہیں لے سکیں گے۔ اور پھولوں کا یہ ہار مزید بکھر کر رہ جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تاریخ آزادی کا ایک درخشاں باب تھے اور ہری پور کی آبرو۔ اسی لیے تو ہری پور کے ایک بزرگ پکار اٹھے تھے کہ آج ہری پور یتیم ہو گیا ہے اور فیض کی زبان میں ہے

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

موت سے کچھ روز پہلے حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ان کا دوا دارو ترک کر دیا جائے۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ اب ان کے اپنے رب کے پاس جانے کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ آخر وہی ہوا کہ وہ جلد ہی داعی اجل کو لبیک کہ گئے۔ اور اپنے بہی خواہوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔

بقیہ "ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا"

اور آخر میں حلوہ تقسیم ہوا۔ کیا خوب ہے کہ حلوہ کا مذاق اڑانے والے اور شرافت کے رسیا خود ہی شراب بند کر دینے پر مجبور ہو گئے۔ اگرچہ روایتی منافقت یہاں بھی شامل احوال ہے تاہم شراب و حلوہ کی جنگ میں حلوہ حلوہ ہے اور شراب شراب! حلوہ اب بھی جلوہ دکھا رہا ہے اور شراب کے رسیا "بلیک" کے چکر میں ہیں۔

یہ جلسہ اور یہ پروگرام بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوا۔ اور اب لاہور میں دھوم ہے۔ خدا کرے کہ قوم کی امنگیں بر آئیں اور یہ ملک اسلام کے نظام عدل کا گہوارہ بن جائے۔

تحریر: محمد شفیق فاروقی

شیخ الحدیث مولانا عبد الحق آف اکوڑہ خٹک کے حلقۂ انتخاب میں

کیا ہوتا رہا؟

ہری پور جیل یا دار العلوم؟

جنوری کی پہلی دہائی میں وزیر اعظم بھٹو نے قومی اسمبلی توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان کر دیا۔ تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک، جنہوں نے دارالعلوم کے تدریسی، علمی اور روحانی مصروفیات کے ساتھ ضعف اور طویل امراض اور پھر مخصوص طبیعت کی بنا پر اسمبلی کی رکنیت کا کوئی لمحہ بھی طیب خاطر سے نہیں گوارا کیا اور پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے لیے بھی بڑی مشکل سے اکابر جمعیۃ علما اسلام اور عامۃ المسلمین نے بے حد اصرار پر انہیں آمادہ کیا تھا۔ اب اسمبلی کے ٹوٹنے کے اعلان سے انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور طبیعت ہشاش بشاش ہوگئی، مگر ادھر آپ پنڈی سے اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔ ادھر چند ہی دن میں پاکستان قومی اتحاد اپنے اجلاس پشاور میں جب سیٹ پر سب سے پہلے متفق ہوا وہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ہی کی سیٹ تھی۔ اسی وقت حضرت مولانا مدظلہ نے حضرۃ مفتی صاحب اور دیگر حضرات سے با اصرار اپنی معذرت پیش کی۔ مگر جتنا اصرار بڑھتا گیا اتنا ہی ان حضرات نے اپنے فیصلے کو حتمی اور ناقابل واپسی ہونے پر اصرار کیا۔ پھر حضرت شیخ الحدیث نے اپنے حلقۂ انتخاب کے مخلصین احباب کو جمع کیا۔ ان کے سامنے بھی یہی صورت سامنے آئی۔ آپ حلفاً اپنی مجبوریاں پیش کرتے رہے اور ادھر سے اصرار بڑھتا گیا۔ ادھر بعض لوگوں نے مولانا مدظلہ کے ضعف اور معذرت کو دیکھ کر جناب ایڈیٹر صاحب "الحق" کا نام پیش کیا، مگر وہ اپنے لیے بھی اور حضرت مولانا مدظلہ کے لیے بھی اس انتخابی سیاست میں مزید الجھ جانے کو پسند نہیں کرتے تھے کہ دونوں صورتوں میں انتخابی سیاست کی خاردار جھاڑیوں سے الجھنا اور اسے عبور کرنے کا مشکل کام ایڈیٹر صاحب ہی کو انجام دینا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنے تعلیمی، تدریسی اور تصنیف و تالیف اور صحافت کے مشاغل کو انتخابی ہنگاموں اور سیاسی جھمیلوں پر ترجیح دینا چاہتے ہیں لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے، کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ سے ایک رات قبل جمعیۃ کے بعض اکابر نے آکر انتہائی عجز والحاح سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو کاغذات داخل کرنے پر مجبور کر دیا۔ کہ اسمبلی میں آپ کے بابرکت وجود سے نفس کی موجودگی بھی خیر و برکت کا باعث ہوگی، اور کسی مسئلہ میں اسلام کے لیے آپ کا ہاتھ اٹھانا بھی کافی ہوگا۔ مقابلہ میں اس وقت کے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ اور حکمران پارٹی کے صوبائی صدر جناب نصر اللہ خان خٹک تھے۔ جو ۱۹۷۰ء میں بھی مولانا مدظلہ سے ہار چکے تھے اور اب جیسا کہ معلوم ہوا ہے وہ اپنے چیئرمین بھٹو صاحب سے مجبور تھے اور اضطراراً انہوں نے حضرت شیخ الحدیث سے مقابلہ کے مرگ مفاجات کو قبول کیا۔ اس وقت حکمران پارٹی بظاہر اپنے عروج کے انتہا پر تھی۔ بھٹو صاحب خود بھی بلا مقابلہ آئے اور ان کے چاروں وزراء اعلیٰ کے لیے بھی یہی پالیسی طے ہوئی کہ پارٹی کے کسی وزیر اعلیٰ کی شکست کی صورت میں حکمران پارٹی کی ساکھ کو بین الاقوامی طور پر نقصان پہونچتا ہے بہر صورت حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تو کاغذات داخل کر دیئے۔ آگے انتخابی معرکہ کارزار سر کرنا اور اس کی دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کرنے کا کام تو چار و ناچار مولانا سمیع الحق صاحب کے گلے پڑنا تھا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ اب وہ کمر ہمت باندھ کر اتنی ہی شدت سے انتخابی معرکوں میں کود پڑے جس شدت سے حریف مقابلہ تھا۔ حریف ہر طرح سے اسلحہ سے لیس تھا۔ صوبائی حکومت کا سربراہ اور مرکزی حکومت کا نمایندہ ہی نہیں بلکہ چہیتا۔ لاکھوں کے فنڈ اور سرکاری وسائل ان کے پاس اور اس بیدردی سے حریف نے ان وسائل سے فایدہ اٹھایا، کہ اخبار نوائے وقت (۱۹ فروری) کے بقول حلقۂ انتخاب کے کسی ایک چھوٹے سے قصبہ کے جلسہ کے لیے ایک سو بیس ٹرک پکڑے گئے۔ سرکاری محکموں کی جیپ اور گاڑیاں الگ مقابلے میں شب و روز دوڑ رہی ہیں۔ ادھر انتظامیہ ایس اور ڈی سی، آئی جی سے لے کر کمشنر اور گورنر تک حریف کی کامیابی میں حیران و سرگردان۔ (مولانا مدظلہ کے جعلی واپسی کے کاغذات داخل کرنے اور بھگتانے میں بھی ان سب لوگوں نے حریف کے لیے آلہ کار ہونے کا فریضہ انجام دیا) حریف امیدوار نے پشاور کا وزیر اعلیٰ ہاؤس چھوڑ کر نوشہرہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ کئی ٹیلیفون لائنیں لگ گئیں۔ پولیس کے بڑے بڑے افسر تحصیل نوشہرہ کے مفلوک الحال اور پسماندہ بستیوں میں جا کر غریب لوگوں کو دھونس سے وزیر اعلیٰ کو کامیاب کرنے کے احکام نافذ کرتے۔ خود وزیر اعلیٰ صاحب انتخابی مہم میں جہاں بھی جاتے ہسپتالوں سڑکوں، سکولوں، آبنوشی، بجلی، صحت، تعلیم کے منصوبوں کے ہوائی طومار باندھتے۔ ان دنوں مشہور تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب گاڑی میں اپنے ساتھ

فیتہ اور چونا بھی رکھتے ہیں اور جہاں کسی گاؤں میں لوگوں کا مطالبہ سننا یا کسی ضرورت کا احساس ہوا تو وہیں فیتہ سے کوئی زمین ناپ کر چونا سے نشان لگوا لیتے کہ یہی سکول اور ہسپتال ہے۔ بس حرف بننے کی دیر ہے۔ اس ضمن میں وزیر اعلیٰ نے پبی کے نواحی دیہات کے ایک دن کے دورے میں جن منصوبوں اور ترقیاتی اسکیموں کا دیہاتی باشندوں کے سامنے اعلان کیا، ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کے لیے کم از کم دس کروڑ روپے درکار تھے۔ یہ نہ ہو سکتا تھا اور نہ ان وعدوں کے پیچھے تکمیل کا کوئی داعیہ تھا۔ مگر دیہاتی باشندوں کو کسی طرح مولانا مدظلہ سے کاٹ کر ووٹ حاصل کرنے کی ہر وہ سعی جو حریف امیدوار کر سکتا تھا اس نے اس میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ بہرحال ایسے حریف سے مولانا سمیع الحق صاحب جو انتخابی مہم کے انچارج ج کو تحصیل کے مخلص بے لوث ورکروں رضاکاروں اور حضرت مدظلہ کے فدائیوں سے کو نمٹنا پڑا۔ جب کہ خود مولانا کے پاس ایک دو ٹوٹی پھوٹی گاڑیوں کے علاوہ ایک جیپ تک نہیں تھی۔ اور یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ کاغذات نامزدگی سے لے کر کاغذات کی واپسی ۲۹ جنوری تک وہ کیا کچھ تھا جو حریف نے حضرت مدظلہ کو راستہ سے ہٹا کر خود بلا مقابلہ کامیاب ہو جانے کے لیے نہ کیا۔ حضرت مدظلہ تو علالت کی وجہ سے گھر ہی میں رہے۔ اور ان لوگوں سے بالکل پس پردہ جن کی ذات بابرکات وزیر اعلیٰ اور اس کے حواریوں کی رسائی بھی نہ ہو سکی مگر ان دنوں تحریص و ترغیب اور ڈرانے دھمکانے کی کوئی ایسی صورت نہ تھی جس سے براہ راست مدیر صاحب کو گذرنا پڑا۔ عموماً یہ حملے رات کو ہوتے تھے۔ اور دن کو بھی تعاقب جاری رہتا تھا مرکز میں وزارت، سینٹ کی ممبری، صوبائی ممبری دارالعلوم کو موجودہ معیار سے دس گنا ترقی دینے کے نام سے "اسلام کی دردمندی" کے لبادہ میں طول و طویل ترغیبات کی پیش کش۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مگر ایڈیٹر صاحب ایجنٹوں کو وہ بات سننے بغیر ایک خندۂ استہزاء سے ان کے ظرف اور ذہنیت کے پرخچے اڑا دیتے۔ اور کہتے کہ اللہ کے بندو! مسئلہ ایک سیٹ کا نہیں۔ یہ تو شاہ ولی اللہؒ، سید اسماعیل شہیدؒ اور شیخ الہندؒ کی تحریک ہے۔ مجدد الف ثانی کا دیا ہوا درس ہے۔ اس کی کوئی قیمت دنیائے حقیر کی منڈی میں لگائی ہی نہیں جا سکتی۔ پھر دھمکیوں پر بات آ جاتی۔ یعنی دارالعلوم کو اصطبل بنا لے (نعوذ باللہ) اور قتل و قتال کے امکانات، مگر آپ کہتے کہ کوئی بات نہیں۔ اب تو حضرت شیخ الحدیث کے گھر کے ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اور سب سے چھوٹا بچہ راشد (مدیر الحق کے فرزند) بھی اس راہ میں لگ جائیں تو زہے نصیب۔ پھر جرگوں کی بات ہوتی کہ ہم ملک معزز ترین افراد بشمول چیئرمین بھٹو صاحب کا جرگہ مولانا کے سامنے لائیں اور مولانا مدظلہ دستبردار ہو جائیں۔ یہ سب حربے ناکام ہوئے۔ اور حریف ہر لحاظ سے اپنے آپ کو مقابلہ کے میدان میں پانے لگا۔ تو ۲۸ جنوری کو بعجلت تمام نہایت ناقص منصوبہ کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طرف سے "وزیر اعلیٰ صاحب" کے حق میں دستبردار ہونے کے کاغذات داخل کرا دیئے۔ ریٹرننگ آفیسر اے سی صاحب نوشہرہ بھی ان کے چشم و ابرو کے اشارے پر چلنے والے وکیل بھی اور گواہ بھی ان کے انتخابی ورکر خود ہی منصف خود ہی گواہ۔ ۲۹ جنوری کو صبح سویرے فون کی گھنٹی بجی ایڈیٹر صاحب نے ریسیور اٹھایا۔ پبی سے ایک جانثار چیخ رہا تھا کہ اخبارات اور ریڈیو سے مولانا مدظلہ کی دستبرداری کا اعلان کیسے ہوا۔ یہ اس دن کے اخبارات کی ہیڈ لائن تھی۔ اور انہی شہ سرخیوں کو پشاور ریڈیو نے صبح صبح نشر کر دیا تھا۔ یہ اطلاع ایک بم سے کم نہ تھی۔ دشمن نے ہر طرح ناکامی دیکھ کر دجل و فریب کی آڑ لی تھی اور اس کا نشانہ بھی اب حضرت مولانا مدظلہ سے زیادہ بے چارے ایڈیٹر الحق ہی بننے والے تھے اور دلوں کی دنیا پر کسی کا پہرا تھوڑا نہیں اب جتنے منہ اتنی باتیں۔ اور باتیں نہ سہی دل و دماغ تو ہر طرح کے خیالات کو ہضم کر سکتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب نے اللہ کا نام لیکر کان دور پھینک دیا اور اس شدت سے آخر تک اس دجل و فریب کا دو ہفتہ تک دن رات ایک کر کے مسلسل تعاقب کیا کہ جب تک اسلام آباد کے الیکشن کمیشن کے آڈیٹوریم ہال میں اس پر فریب جعلسازی کے پرخچے نہیں اڑے اس وقت تک دم نہ لیا۔ اسی دن حضرت مفتی صاحب پشاور میں تھے۔ یہ خبر سنتے ہی صبح صبح نوشہرہ پہونچے۔ حضرت شیخ الحدیث نے فوراً تردیدی بیان جاری کیا۔ مجمع میں تردیدی تقریر کی۔ حضرت مفتی صاحب نے پشاور میں پریس کانفرنس بھی کی۔ مدیر صاحب نے اسی دن وزیر اعظم اور الیکشن کمیشن کو تار دیئے۔ الیکشن کمیشن سجاد صاحب سے فون پر حضرت مفتی صاحب نے بات کی۔ یہ سب تفصیلات اخبارات اور رسائل میں آتی رہیں۔ یہاں تک کہ مولانا مدظلہ کے ساتھ اس فریب کاری کی گونج بی بی سی اور وائس آف امریکہ ریڈیو جرمنی سے بھی سنائی دی۔

کیس چیف الیکشن کمشنر کے پاس گیا۔

نہایت مختصر وقت میں کیس کی دستاویزی تیاری اور ۵ - ۵ فائل مکمل کرانے کا چیف صاحب نے دوسرے دن تک داخل کرانے کا حکم صادر کیا اور اب ایڈیٹر صاحب کو ایک نئے تجربہ (عدالت، کچہری، وکلاء) سے دوچار ہونا پڑے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو ایک دوست کی جگہ ٹھہرا کر آپ نے ۲۴ گھنٹوں میں کیس کی تیاری کا معرکہ سر کیا۔ دوسرے دن ۴ بجے تک کئی سو بیانات حلفیہ فوٹو سٹیٹ، اخبارات کے تراشے اور مدلل دعویٰ بنام وزیر اعلیٰ کے فائل تیار ہو گئے۔ خدا نے بھی ہر طرح مدد فرمائی۔ ایڈیٹر صاحب نے احتیاطاً اے کے بروہی صاحب (جو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے دل و جان سے معتقدین میں سے ہیں) سے بھی کراچی فون پر بات کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں کل راولپنڈی میں ہوں گا۔ انٹر کانٹی نینٹل میں ملیے۔ دوسرے دن انہوں نے حالات سنے۔ تو حضرت کے تعلق کی وجہ سے آبدیدہ ہو گئے اور ایڈیٹر صاحب

کا دامن ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کے اوپر کافی دیر تک رکھا۔ حاضرین مجلس سے کہہ رہے تھے کہ دیکھیے کیسے کیسے لوگ ان حالات کا شکار ہو گئے۔ اب اوروں کی کیا بات کی جائے، پھر مدیر صاحب سے کہا کہ اس کیس کا یہاں عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ نہ ہوا تو میں اسے خود آگے عدالت میں لے جاؤں گا اور مولانا مدظلہ سے کہیے کہ "آپ کو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پورا اختیار دیا ہے، اگر ضرورت سمجھیں تو جب چاہیں بلالیں مجھے حکم دیں میں آجاؤں گا۔" مسئلہ الیکشن کمیشن میں پیش ہوا، جناب سجاد احمد جان چیف الیکشن کمشنر، عبدالحفیظ میمن جسٹس سعد سعود جان کے پر مشتمل کمیشن کے سامنے حضرت شیخ الحدیث پیش ہوئے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اہم ترین عدالت حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے اپنے اساتذہ حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ جیسے بزرگوں کی سنتوں کی تعمیل کروائی۔ کہ عمر کے آخری ادوار میں عدالتوں کے مراحل سے بھی دین کے لیے گذریں۔

حضرت شیخ الحدیث کو حق تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی حسن ظاہری انوار وعلامات سے بھی نوازا ہے اور خدائی ہیبت وہ یہاں بھی کام آئی۔ جناب چیف الیکشن کمشنر نے سماعت شروع ہونے سے قبل نہایت ادب واحترام سے مولانا مدظلہ کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ آپ کرسی پر آرام سے تشریف رکھ کر کارروائی میں حصہ لیں۔ کارروائی شروع ہوئی جو ساڑھے چار گھنٹے جاری رہی۔ مولانا مدظلہ کے وکیل جناب بشیر احمد انصاری تھے اور اعزازی طور پر جناب سینیٹر اور بیرسٹر ظہور الحق بار ایٹ لاء اور دیگر وکلا بھی آخر تک موجود رہے۔ مخالف فریق اپنے طور پر اعلیٰ سے اعلیٰ وکلا کو لا چکے تھے۔ یہاں حق وصداقت ایسے نمایاں رہا کہ الیکشن کمیشن کے سربراہ سمیت دیگر ارکان خود مولانا مدظلہ کے گویا وکیل بن گئے۔ مخالف فریق کے بے سروپا حربوں کا خود چیف صاحب نوٹس لیتے رہے اور ڈانٹتے رہے۔ پھر خود حضرت شیخ الحدیث نے جس سادے اور مختصر جواب دیئے۔ اس سے بھرے ہوئے ہال میں داد وتحسین کی آوازیں گونجنے لگ جاتیں۔ اس کارروائی کا کچھ نہ کچھ حصہ اخبارات میں شائع ہوا تو کمیشن کے فیصلہ دینے سے قبل جس نے اسے پڑھا اس نے یہی کہا کہ اب رسمی اعلان باقی ہے مولانا مدظلہ کو خدا نے اس کیس میں فتح دی حق واضح ہو گیا۔ آگے فیصلہ جو بھی ہوا کہ چیف الیکشن کمشنر نے ایک اہم پریس کانفرنس بلا کر اس مقدمہ میں مولانا مدظلہ کو حق بجانب قرار دیا اور مولانا کے نام پر واپسی کے کاغذات کو جعلی اور غیر قانونی قرار دیا اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بادل نخواستہ ایک ایسی شخصیت کے ساتھ مقابلہ پر مجبور ہونا پڑا جو خود الیکشن کے دوران اپنی دینی بے احتیاطی، کم علمی یا جذبات میں مغلوب ہو کر بے شمار لوگوں کے سامنے یہ کہتے پھرتے رہے کہ میں کیسے مقابلہ کروں اور جیتوں جبکہ نعوذ باللہ! میرے مقابلے میں تو پیغمبر کھڑا ہو گیا ہے۔ چیف الیکشن کمشنر کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے حق میں فیصلہ کا اعلان غالباً ۱۳ مارچ کو گیارہ بجے صبح کی خبروں میں ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرے کیس مولانا جان محمد عباسی بنام وزیر اعظم میں کمیشن نے فیصلہ بھٹو صاحب کے حق میں دیا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت کے حق میں فیصلہ اس لیے محفوظ رکھا گیا تھا کہ دونوں مقدموں کا ایک ساتھ اعلان ہو اور وزیر اعظم کے حق میں فیصلہ کی تلخی میں وزیر اعلیٰ کے خلاف فیصلہ دینے سے کچھ اعتدال پیدا کیا جائے۔ بہر حال اعلان ہوتے ہی مولانا مدظلہ کے حلقہ انتخاب میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ لوگ جشن فتح منانے کے انداز میں حضرت مدظلہ کے مکان پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت نے ہجوم سے خطاب ہو کر فرمایا

" مجھے کسی کے خلاف نعروں سے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ہمیں کبھی غرور نہیں کرنا چاہیے۔ صحابہ کرام کو اپنی کثرت کا خیال ہوا تو حنین میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی کے بارہ میں مردہ باد کا نعرہ نہ لگایا جائے اور اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کی جائے۔

بہر حال پھر الیکشن کا معرکہ گرم ہوا۔ حلقہ انتخاب تحصیل نوشہرہ اٹک سے پشاور تک اور شمال میں مردان اور جنوب مشرق میں کیمبلپور، جنوب مغرب میں کوہاٹ کے ضلعوں تک پھیلا ہوا ۵-۶ سو دیہات اور پہاڑی علاقوں پر مشتمل ایک ایک دن میں احباب ایڈیٹر صاحب اور دیگر حضرات کو دس دس مقامات پر خطاب کرنا پڑا، ۷ مارچ کو الیکشن ہوا اور ان بے مثال دھاندلیوں کے باوجود جس نے پورے ملک کو اس عظیم بحران میں ڈال دیا اور ساری مشکلات کے باوجود حق تعالیٰ نے ایک فقیر بے نوا بندۂ حق کو وزیر اعلیٰ کے مقابلے میں نمایاں کامیابی دی اور مولانا مدظلہ نے انچاس ہزار چوبیس یعنی تقریباً ۵۰ ہزار ووٹ حاصل کیے جب کہ کم از کم بیس ہزار حریف نے دھاندلی میں ہضم کیے۔ صوبائی انتخابات کے بائیکاٹ کے بعد تحریک شروع ہو گئی۔ یہاں کی انتظامیہ الیکشن میں مار کھا چکی تھی اور وزیر اعلیٰ نصر اللہ خٹک سمیت سب کی نظر عتاب مولانا سمیع الحق پر تھی ۱۱ مارچ کی رات کو ان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے۔ اس رات آپ اتفاق سے گھر میں نہیں تھے۔ حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا میں حاضر ہوں گرفتاری کے لیے۔ پولیس نے معذرت اور ندامت کے ساتھ کہا نہیں۔ مولانا سمیع الحق نہیں ہیں تو متبادل کوئی فرد دیا جائے کہ اوپر سے ہم مجبور ہیں۔ چنانچہ اسی رات مولانا کے چھوٹے بھائی مولانا انوار الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ کو گھر سے گرفتار کر کے نوشہرہ اور پھر وہاں سے چند دن بعد ہری پور جیل منتقل کیا گیا اور دھاندلی کی یہ بھی شرمناک مثال کہ جن کا نام تک پولیس کے پاس نہیں تھا نہ وارنٹ اسے گرفتار کرنے کے بعد پولیس نے فرد جرم دفتر میں بیٹھ کر مرتب کی۔

اس کے بعد تحریک زور شور سے چل پڑی اکوڑہ خٹک سے روزانہ جلوس نکلتے رہے

اللہ دارالعلوم حقانیہ کے بہادر طلباء سمیت گاؤں اور مضافات کے لوگ گرفتاریاں دینے لگے حضرۃ شیخ الحدیث مدظلہٗ کی دعاؤں کے ساتھ جلوس ان کی مسجد سے روانہ ہوتے۔ پولیس مولانا سمیع الحق کی تاک میں رہی، مگر دارالعلوم حقانیہ میں اسے داخل ہونے کی جرأت نہ ہوسکی۔ بالآخر مولانا سمیع الحق نے ۲۹ مارچ کو ایک جلوس کی شکل میں خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ مجھے آپ نے گرفتاری دینے سے بہت روکا مجھے مولانا کی طبیعت کی وجہ سے معلوم تھا کہ انہیں جیل کی اجتماعی اور ہنگامی زندگی میں کتنی دقتیں ہوں گی اور بالآخر انہوں نے اجازت دے دی۔ رات ہمیں اکوڑہ خٹک کے تھانہ میں رکھا گیا اور ایسے مہمانوں کی طرح صبح تک تھانے کا عملہ ہماری پاسداری میں لگا رہا۔ صبح پولیس نے اپنی گاڑی منگوائی مگر مولانا سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اپنی موٹر منگوالیں، تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ مولانا نے گھر سے موٹر منگوائی ان کے برادر محترم پروفیسر محمود الحق حقانی پشاور یونیورسٹی ڈرائیونگ کرتے رہے۔ پولیس کی دوسری گاڑی ساتھ تھی، در ہمیں نوشہرہ کی عدالت میں پیش کرنے کے بعد پشاور سنٹرل جیل اور پھر اسی دن وہاں سے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہری پور جیل پہونچا دیا گیا۔ ۳۰ مارچ کے ۳ بجے دوپہر ہم جیل میں داخل ہوئے۔ ہم سے پہلے اسی دن اخبارات سے گرفتاری کی اطلاع پہونچ چکی تھی۔ سب لوگوں نے نہایت خوشی اور گرم جوشی سے استقبال کیا۔ ہم لوگ جیل کے احاطہ اے۔ ڈی سی بارک ۹ میں حاضر ہوئے۔

حضرت مفتی صاحب ایڈیٹر صاحب کو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج اخبار میں پڑھا تھا اور دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی آپکو ہری پور جیل میں لے آئے، بس اس کے بعد حضرت مفتی صاحب کی پرلطف پر از معلومات مجلسیں تھیں اور ہم تھے۔ ویسے تو تمام اسیروں کے لیے مفتی صاحب مدظلہٗ کے قیام اور وجود نہایت اطمینان اور بہترین تربیت اور سکون قلب کا باعث رہا۔ مگر جناب ایڈیٹر صاحب سے چونکہ آپ کو خاص تعلق خاطر ہے اور طبیعت کھل جاتی ہے اور لطائف و ظرائف سے مجلس کا رنگ ہی اور ہو جاتا ہے۔ عموماً میں اور ایڈیٹر صاحب دن بھر حضرت مفتی محمود مدظلہٗ کے پاس رہتے۔

درس و تدریس کا بازار بھی گرم ہوا اور بقول مفتی صاحب ہری پور جیل جیل نہیں دارالعلوم بن گیا ہے۔ مفتی صاحب مدظلہٗ کے صاحبزادے مولوی فضل الرحمن متعلم دارالعلوم حقانیہ اور دارالعلوم کے کئی اسیر طالب علموں نے مفتی صاحب سے مشکوٰۃ شریف ہدایہ اور سراجی کا درس شروع کیا جس میں اور بھی کافی علماء اور زعماء بیٹھتے۔ اس کے بعد دو چار گھنٹے مفتی صاحب ترمذی شریف کی عربی شرح لکھتے۔ ملاقاتیوں کے ہجوم کی وجہ سے بڑی مشکل سے کچھ وقت نکلتا۔ مولانا سمیع الحق صاحب کی ہر وقت یہ سعی ہوتی اور جھگڑا جاری رہتا کہ اس کام کے لیے حضرت مفتی صاحب کو زیادہ وقت ملے۔ عصر کے بعد کھلی گراؤنڈ میں حضرت مفتی صاحب نے حدیث کا درس دو ایک دن دیا کہ انتظامیہ نے اس بارے میں اپنی دشواریاں ظاہر کیں اور درس روک دیا گیا۔ جیل میں ۵-۶ سو تو صرف علماء کی تعداد ہوگی اور مختلف پارٹیوں اور خیالات کے بھی لوگ تھے۔ مگر مفتی صاحب کے درس رک جانے کے بعد یہ قرعہ فال مولانا سمیع الحق صاحب کے نام نکلا اور سب کی مرضی سے آپ نے یہ درس شروع کیا جو آخر تک بالالتزام جاری رہا۔ اور نماز عصر کے بعد اے ڈی سی کی وسیع گراؤنڈ میں ہوتا رہا۔

یہی حال نماز جمعہ کا بھی ہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے جیل میں نماز جمعہ کے جواز کے دلائل کو نہایت واضح طور پر پیش کیا اور جمعہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مفتی صاحب جمعہ پڑھاتے اور تقریر بھی جس سے ساری جیل کے سیاسی اور اخلاقی تبدیلیوں کی عظیم تربیت ہونے لگی۔ اور لوگ متاثر ہونے لگے۔ تین خطبات آپ نے دیئے جنہیں ایڈیٹر صاحب نے قلمبند بھی کیا ہے، مگر ان کے سہالہ جیل منتقل ہونے پر اب جمعہ کا مسئلہ اٹھا۔ مگر اللہ کی شان کہ یہ سعادت بھی ایڈیٹر صاحب کے ذمہ آئی اور علماء کرام و مشائخ و سیاسی زعماء سب نے بخوشی یہ ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی، اور آپ جمعہ پڑھانے لگے اور جمعہ سے قبل گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ حالات حاضرہ پر تقریر بھی مدلل طور پر فرماتے ہیں جس سے ہر طبقہ فکر کے لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ دوران اسارت ایک اہم واقعہ مولانا سمیع الحق صاحب اور حاجی فقیر محمد خان صاحب (ایم این اے) کا سابقہ جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع پاکستان کے کہنے پر راولپنڈی جانے کا پیش آیا۔ ۲۴ گھنٹے کاؤں کا علاقہ شاہراہ قراقرم کے سلسلے میں ان حضرات کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے سی ایم ایچ ہسپتال راولپنڈی میں ملانے کے سلسلے میں تھا۔ دلچسپ سفر کی تفصیل یہ ہے:۔ جاری ہے (شفیق فاروقی)

نمایندہ خصوصی

پاکستان میں نظامِ شریعت نافذ ہو کر رہیگا

گکھڑ میں عظیم الشان جلسہ عام سے حضرت الامیر مدظلہ کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ اور پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی راہنما حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی ۲۴ جون کو تین روزہ دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لائے ۲۵ جون کو آپ نے سہ پہر ۴ بجے اسلامیہ کالج روڈ پر جمعیت طلباء اسلام کے ضلعی دفتر کا افتتاح اور انصار الاسلام کے دار المطالعہ کا معائنہ فرمایا اور اس موقع پر نوجوانوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے انہیں تلقین کی کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ اور ملک و قوم کی بہتری کے لیے وقف کر دیں۔

عصر کی نماز کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد نور میں ختم بخاری شریف کی سالانہ تقریب میں شرکت کی اور دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اس موقع پر طلبہ اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ معاشرہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے خوب محنت اور جدوجہد کریں کیونکہ علم دین حاصل کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنا اور لوگوں تک خدا اور رسول کے احکامات کا پہنچانا ان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ آپ نے طلبہ اور حاضرین سے عہد لیا کہ وہ معاشرہ کی اصلاح، برائیوں کے خلاف جہاد اور نظام شریعت کے نفاذ کی جدوجہد میں کسی قسم کی کوتاہی روا نہیں رکھیں گے

ختم بخاری شریف کی اس مبارک تقریب سے مدرسہ نصرۃ العلوم کے شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان نے بھی خطاب کیا اور شاعر اسلام الحاج سید امین گیلانی نے حاضرین کو اپنے تازہ کلام سے گرمایا۔

اسی روز عشاء کی نماز کے بعد گکھڑ کی مرکزی جامع مسجد میں مقامی جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ عام زیر صدارت ملک عبدالشکور منعقد ہوا جس سے حضرت مولانا درخواستی مدظلہ کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم اور پاکستان قومی اتحاد کے صوبائی نائب صدر مولانا زاہد الراشدی طالب علم راہنما ظہیر میر، الحاج سید امین گیلانی، ظفر لیسین بٹ اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی کو جب سٹیج سیکرٹری نے خطاب کے لیے پکارا تو انہیں "شیر پنجاب" کہہ کر مخاطب کیا اس پر مولانا زاہد الراشدی نے تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔

"مجھے سٹیج سیکرٹری نے محبت سے جوش میں شیر پنجاب کہہ کر زیادتی کی ہے۔ کیونکہ شیر پنجاب میں نہیں بلکہ وہ ہے جو آج بھی پنجاب کی غیرت و حمیت کا پرچم سینے سے لگائے کراچی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ایام اسیری گذار رہا ہے اور اس کا نام ہے "چوہدری ظہور الٰہی"

اس پر جلسہ گاہ "شیر پنجاب چوہدری ظہور الٰہی زندہ باد" کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی راشد علی صاحب نے بھٹو صاحب کی طرف سے الیکشن جیت لینے کے دعوے کا ذکر کرتے ہوئے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جناب والا آپ کون سا الیکشن جیتنے کی بات کرتے ہیں آپ نے تو سات مارچ کو بھی الیکشن نہیں جیتا تھا آپ نے اس روز بیلٹ کی نہیں بلٹ کی بازی جیتی تھی لیکن اب قوم نے سرفروشانہ جدوجہد کے ذریعہ بلٹ کو فیصلہ کن شکست دے کر بیرکوں میں واپس بھیج دیا ہے اور آپ نے اپنی کرسی کے تحفظ کے لیے جو آہنی حصار قائم کیا تھا قوم کے باعزم نوجوانوں نے نہتے سینوں سے اس حصار کو پاش پاش کر دیا ہے آپ کی آخری دفاعی لائن بھی ٹوٹ چکی ہے اس لیے اب الیکشن جیتنے کے خواب بھول جائیے کیونکہ "وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتا تھا"

مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے اپنے مفصل خطاب میں ملک کی سیاسی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے قومی تحریک میں حصہ لینے والے تمام طبقوں علماء وکلاء، طلبہ، خواتین، بچوں، تاجروں، کسانوں اور مزدوروں کو شاندار خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ

"یہ عظیم الشان اتحاد خدا تعالیٰ کی مشیت و قدرت کے تحت وجود میں آیا اس میں کسی خاص طبقے یا شخص کا کوئی کمال نہیں کیونکہ خدائی طاقت نے ان تمام کو ایک جگہ متحد ہو کر رکھا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم سے اپنی خوشنودی اور رضا کا کوئی بڑا کام لینا چاہتے ہیں" آپ نے کہا۔

"قوم نے بے پناہ قربانیاں ملک میں صرف نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے دی ہیں۔ اور یہ مشن مکمل ہو کر رہے گا۔ اب دنیا کی طاقت پاکستان کو نظام شریعت کی برکات سے محروم نہیں رکھ سکتی کیونکہ قوم اب پوری طرح متحد ہے اور نظام مصطفیٰ

کے نفاذ تک مکمل جدوجہد جاری رہے گی
خواتین کے احتجاجی مظاہروں پر بعض
لوگوں کے اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے مولانا
نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"یہ اعتراض بے جا ہے کیونکہ
سات مارچ کے بعد حکمران گروہ نے
یہ دعویٰ کیا تھا کہ خواتین نے اسے
ووٹ دیے ہیں یہ خواتین پر
بہتان تھا جس کے جواب میں ملک
کی غیور خواتین سڑکوں پر آگئیں
اور بے پناہ قربانیاں دے کر یہ
ثابت کر دیا کہ ان پر بھٹو کو ووٹ
دینے کا الزام غلط ہے اور وہ بھی
نظام شریعت کے نفاذ کی جدوجہد
میں قوم کے ساتھ ہیں۔"

آپ نے حکومت اور قومی اتحاد کے درمیان سمجھوتے
کے تقاضوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں حکومت
کی نیت و عمل کی پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ

"حکمران گروہ کو ٹال مٹول کی یہ
پالیسی فائدہ نہیں دے گی کیونکہ اب
اسے بہر حال از سر نو آزادانہ و غیر
جانبدارانہ ماحول میں انتخابات کرانے
ہوں گے سیاسی قیدی آزاد کرنے
ہوں گے۔ اور مقدمات واپس لینے
ہوں گے۔ اور اگر حکومت نے ایسا
نہ کیا تو اسے پہلے سے بھی زیادہ
غضبناک تحریک کا سامنا کرنا
ہوگا۔"

جلسہ عام کے بعد مولانا درخواستی نے حلف
وفاداری لیا۔

۲۹ جون کو آپ قلعہ دیدار سنگھ تشریف
لے گئے جہاں آپ نے نماز ظہر کے بعد مرکزی
جامع مسجد میں مولانا قاضی عصمت اللہ امیدوار
قومی اسمبلی کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ
عام سے خطاب کیا اس جلسے سے گوجرانوالہ
کے شیر دل قائد خان غلام دستگیر خان، جناب
سیف اللہ بٹر ایڈووکیٹ، مولانا علی احمد جامی
اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔

اسی روز بعد نماز عشاء حافظ آباد شہر
کی مرکزی جامع مسجد میں مولانا محمد الطاف کی
زیر صدارت ایک بہت بڑا جلسہ عام منعقد ہوا
جس سے مولانا درخواستی، مولانا زاہد الراشدی
ڈاکٹر غلام محمد، زبیر بٹ، مولانا ضیاء الدین
آزاد اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

جلسہ کے بعد مولانا محمد عبداللہ درخواستی
نے جمعیۃ طلباء اسلام کے مقامی دفتر کا معائنہ کیا
اور اس کے بعد فوراً عازم سرگودھا ہو گئے۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام کے کارکن میری اولادِ رُوحانی ہیں

خُدا اِن نوجوانوں کو مُجاہد اور اسُلام کا شیدائی بنائے

حضرت درخواستی مدظلہ العالی

امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم نے ۲۵ / سہ پہر دفتر جمعیۃ طلباء اسلام اور پھر دفتر انصار الاسلام گوجرانوالہ کا افتتاح کیا۔ دفاتر کے معائنے کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

کسی گنبد پر پھول اور گھاس رکھتے تھے کسی نے گھاس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ گھاس نے روکر کہا کہ یہ اس لیے ہے کہ میں نے کچھ وقت پھولوں کی رفاقت میں گذارا ہے۔ جہاں پھول گئے مجھ غریب کو بھی ساتھ لے گئے اسی طرح انہوں نے آیات قرآنی سے ثابت کیا کہ وہ لوگ جو نیک لوگوں کے ساتھ رہیں گے خدا ان کا حشر بھی نیک لوگوں کے ساتھ کریگا۔

آپ نے فرمایا کہ تم سب اس وقت نیک مقصد کے لیے حاضر ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب خدا کی مہربانی ہے۔ کچھ داڑھی والے ہیں اور کچھ بغیر داڑھی کے کچھ پڑھے لکھے ہیں اور کچھ اَن پڑھ۔ کچھ عالم ہیں اور کچھ طالب علم ہیں لیکن سب کے سب ایک نیک مقصد کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔

انہوں نے کہا جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن میری روحانی اولاد ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا ان نوجوانوں کو مجاہد اور اسلام کا شیدائی بنائے۔

آپ نے کہا کہ میں تمہیں حالیہ تحریک میں ذوق اور ایمان کا عملی مظاہرہ کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اپنی نیت کو درست کرو۔ خلوص نیت سے مراد خدا اور رسول کی رضا ہے۔ دنیاوی دکھاوا نہیں ہونا چاہیے ادب کا التزام کریں۔

باادب بانصیب

بے ادب بے نصیب۔

انہوں نے کہا کہ انسان کا توکل صرف خدا پر ہونا چاہیے۔ اپنی جوانی، طاقت اور وسائل پہ اس کا توکل نہ ہو۔ اللہ پہ توکل کا یہ مطلب نہیں کہ حجروں میں بیٹھ کر وظیفے پڑھتے رہو صرف صرف وظائف پڑھنے سے خدا پہ توکل کا مفہوم پورا نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا کے لاڈلے نبی لہولہان نہ ہوتے اور نہ اپنے دندانِ مبارک شہید کرواتے۔ اگر آج بھی خدا کی ذات پہ پورا توکل ہو تو محمدؐ کے غلاموں پہ خدا کی نصرت کے لیے فرشتے اتر سکتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ خدا سے دعا کیا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ تم کام کرو جب تم کام کروگے تو خدا کی نصرت خود بخود آجائے گی۔ بالکل اسی طرح جہاں پستی ہوتی ہے وہاں پانی خود بخود آجاتا ہے تم کام کرو اللہ مدد کرے گا۔

اس کے بعد حضرت درخواستی اسی رات گکھڑ منڈی تشریف لے گئے اور وہاں جلسۂ عام کے علاوہ جمعیۃ طلباء اسلام کے دفتر کا افتتاح کیا اور اراکین سے حلفِ وفاداری لیا۔ حافظ آباد میں جلسۂ عام کے علاوہ جمعیۃ طلباء اسلام کے دفتر کا افتتاح کیا۔ اس پورے پروگرام میں مرکزی صدر میاں محمد عارف حضرت کے ہمراہ تھے۔

ہری پور

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل ہری پور کے کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

صدر : جناب پرویز اختر گورنمنٹ کالج ہری پور

نائب صدر : جناب ناھد حسن صاحب

〃 دوم : 〃 بشیر احمد 〃

ناظم : 〃 شمس الحق 〃

ناظم نشریات : 〃 کفایت اللہ 〃

ناظم مالیات : 〃 قاضی نور الامین 〃

دریں اثنا سرائے صالح تحصیل ہری پور کے کارکنوں کے اجتماع میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

سرپرست : جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب

صدر : جناب محمد صدیق صاحب۔

نائب صدر اول : جناب سعید الرحمن 〃

〃 〃 دوم : جناب ارشد محمود 〃

ناظم عمومی : جناب فصیح الدین 〃

ناظم : جناب شفیق الرحمن 〃

ناظم مالیات : جناب اسعد الرحمن 〃

دائرہ دین پناہ

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ

دائرہ دین پناہ کے صدر شیخ عبدالستار فاروقی کو گذشتہ روز اڑھائی ماہ کے بعد سیشن جج مظفر گڑھ نے ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔ دائرہ دین پناہ میں پہونچ کر استقبالی جلوس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جن شہداء نے نظام مصطفےٰ کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔ ان کی یہ قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی اور فتح آخرکار حق والوں کی ہوگی۔

کوٹ ادو کے دو نوجوان شہیدوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان نوجوانوں نے حق کی خاطر قربانیاں دے کر سید الشہداء حضرۃ حمزہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ آخر میں مجاہدِ ملت حضرت مولانا نیاز احمد شاہ گیلانی اور نواب زادہ نصراللہ خان کے بڑے بھائی نواب فضل اللہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی۔

بھکر

جمعیۃ طلباء اسلام کے دفتر واقع غلہ منڈی کی پرچم کشائی جناب حافظ سراج دین صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی میں نے سرانجام دی۔ اس موقع پر جمعیۃ طلباء اسلام کے سابقہ صدر جمشید عالم نے جماعتی پروگرام اور نصب العین پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور جمعیۃ طلباء اسلام بھکر کی سابقہ کارروائی کا بھی ذکر کیا۔ دفتر کی رسم پرچم کشائی کے ساتھ ہی جماعتی تنظیمی کام تیزی سے شروع ہو گیا ہے۔ جو بعض وجوہات کی بنا پر تعطل کا شکار ہو گیا تھا روزانہ دفتر کھلنے کے ساتھ ساتھ جمعہ کو ہفتہ وار اجتماع کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام سے منسلک تمام طلبہ اور نوجوانوں سے جماعتی تنظیم نو میں سرگرمی سے حصہ لینے اور دفتر سے رابطہ کی اپیل کی جاتی ہے۔

منچن آباد

منچن آباد مدرسہ اصادقیہ عباسیہ میں جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس

کی صدارت ضلعی صدر ملک خلیل احمد اعوان نے کی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد رفیق صاحب تھے۔ انتخاب درج ذیل ہے:

سرپرست : مولانا محمد رفیق صاحب
صدر : محمد زبیر گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر
نائب صدر : نیاز علی مدرسہ صادقیہ۔
ناظم عمومی : ذوالفقار علی گورنمنٹ کالج بہاولنگر
ناظم : محمد ایوب ساجد پراچہ ہائی سکول
ناظم نشریات : محمد منشا شاہد گورنمنٹ ڈگری کالج
ناظم مالیات : نیاز علی مدرسہ صادقیہ۔
ناظم دفتر : الطاف حسین طالب۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر

تربیتی اجلاس

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی طرف سے کارکنوں کی تربیت کے لیے ماہانہ تربیتی پروگرام

۹، ۱۰، ۱۱ جولائی

کو گوجرانوالہ مدرسہ نصرت العلوم میں شروع ہوگا۔ تمام احباب شرکت کے لیے مرکزی دفتر سے رجوع کریں

محمد فاروق قریشی

ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان۔

ژوب

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ژوب کے کارکنوں سید عبدالمتین شاہ، سید اجمل اور سنی ولد بے نوا نے سید نیاز احمد شاہ گیلانی اور مولانا محمد اسماعیل قاسمی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

ایک بیان میں انہوں نے مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق کی دعا کی۔

چشتیاں

جمعیۃ طلباء اسلام چشتیاں کے کارکنوں کا ایک اجتماع ضلعی صدر ملک خلیل احمد اعوان کی زیر صدارت جس میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

صدر : عمر فاروق۔ گورنمنٹ ڈگری کالج چشتیاں
نائب صدر : حافظ محمد طالوت جوائنٹ سیکرٹری گورنمنٹ ڈگری کالج چشتیاں۔
ناظم عمومی : ذوالفقار احمد بھٹی۔
ناظم : محمد ادریس۔

دریں اثنا ڈونگہ کے کارکنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت ملک خلیل احمد اعوان منعقد ہوا۔ اور درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست : محمد شبیر احمد جانباز
صدر : محمد طیب شاہد فرسٹ ائیر گورنمنٹ کالج ہارون آباد۔
نائب صدر : عبدالستار گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ۔
نائب صدر دوم : محمد طیب ڈگری کالج ہارون آباد
ناظم عمومی : محمد اسرائیل ڈگری کالج ״
ناظم : محمد طاہر ہائی سکول ڈونگہ بونگہ
ناظم مالیات : حافظ محمد انور صاحب
ناظم نشریات : محمد سلیم ہائی سکول ڈونگہ بونگہ
ناظم دفتر : محمد اختر ״ ״ ״

قلعہ عبداللہ مئی زئی بلوچستان

جمعیۃ طلباء اسلام قلعہ عبداللہ مئی زئی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا

سرپرست : عبداللہ آخند زادہ صاحب
صدر : عبدالمنان اچکزئی۔ نائب صدر : عبدالرزاق
نائب صدر دوم : گل محمد۔
ناظم عمومی : سید عبدالغفار، ناظم : عبدالحمید
پروپیگنڈہ سیکرٹری : عبدالحلیم
ناظم مالیات : عبدالغفور
ناظم دفتر عبدالرزاق۔ نائب ناظم دفتر عبدالرحیم الرکبعہ مجلس شوریٰ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

ترتیب۔ قمر ہاشمی

جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں

مولانا زکریا کو رہا کر دیا گیا!

کراچی ۲۰ جون پاکستان قومی اتحاد کے رہنما جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈسٹرکٹ کے امیر، حلقہ نمبر ۱۱ کراچی سے قومی اسمبلی کے امیدوار الحاج مولانا محمد زکریا کو رہا کر دیا گیا۔ مولانا زکریا کو تین ماہ قبل کراچی بلس روڈ سے ایک تاریخی جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا تھا۔

مولانا زکریا نے اپنی رہائی کے موقع پر پاکستان قومی اتحاد کے قایدین اور خصوصاً قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ملک و ملت کے لیے ان کی تاریخی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور پاکستان کے عوام کو اسلام کے شرعی نظام کے نفاذ اور جمہوریت کی بالادستی کے لیے کامیاب تحریک چلانے پر مبارک باد بھی دی۔ اور ان کا بھرپور شکریہ ادا کیا۔

قومی اتحاد کے کارکنوں پر تشدد

کہروڑ پکا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا قاری عبداللطیف عابد نے سنٹرل جیل بہاولپور سے رہائی کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قومی اتحاد کے کارکنوں پر جیل میں تشدد کے واقعات کی سخت مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کے کارکنوں پر بم کیس اور اسی قسم کے دیگر جھوٹے مقدمات بنا کر ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جیل میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو سزائے موت کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا جس میں نہ ہوا اور نہ ہی روشنی کا عمل دخل تھا۔ ان کی کوٹھڑیوں سے برقی پنکھے اتار لیے گئے۔ غذا بالکل ناقص دی جاتی تھی۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں میں سے کچھ ساتھی ایسے تھے جن کو شاہی قلعہ لاہور میں بند کر کے بجلی کے کرنٹ لگائے گئے جس کی وجہ سے ان کی صحت بالکل تباہ ہو گئی اور کچھ قیدیوں کو کوڑوں کی سزا تک دی گئی جس کی وجہ سے ان کے جسموں پر زخموں کے نشان موجود ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس قسم کے ظالمانہ تشدد کو فوراً روکا جائے اور تمام اسیروں کو جلد رہا کیا جائے۔

شمولیت

گذشتہ دنوں تحصیل بازار چارسدہ کی معروف شخصیت جناب حاجی احمد خان صاحب نے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ پیپلز پارٹی سے مستعفی ہو کر جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی۔

انہوں نے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی قایدین مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی حضرت مولانا محمد ایوب جان صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل چارسدہ کے ناظم اطلاعات و نشریات اور حلقہ چارسدہ کے جنرل سیکرٹری جناب الحاج محمد گوہر شاہ اور غلام محمد صادق نے حاجی احمد خان صاحب کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ایسے وقت میں جب کہ جمعیۃ علماء اسلام دوسری پارٹیوں کے ساتھ تحریک نظام مصطفےٰ میں مصروف عمل ہے۔ حاجی احمد خان صاحب کی شمولیت یقیناً مستحسن اور جرات مندانہ اقدام ہے۔

تحصیل میلسی

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام میلسی شہر کی مجلس عمومی کا اجلاس حکیم عبدالصمد صاحب سرپرست جمعیۃ علماء اسلام میلسی کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں جمعیۃ میلسی کے سابق امیر نذیر حسین کو بعض وجوہ کی بنا پر جمعیۃ کی امارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور جناب ملک خادم حسین کو بالاتفاق جمعیۃ میلسی کا امیر منتخب کر لیا گیا۔ ازاں بعد قومی اتحاد میلسی کی جنرل کونسل نے ملک خادم حسین صاحب کو قومی اتحاد میلسی کا صدر نامزد کیا۔

انتقالِ پُرملال

میرپور خاص حضرت حاجی عبدالغفور صاحب جو درپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت حاجی محمد رفیق صاحب بروز جمعرات ۲۰ جون

نائب امیر : بابا راجو ولی صاحب
ناظم اعلیٰ : ملک غلام شبیر " ایڈووکیٹ
نائب ناظم : عبد المناف "
ناظم نشریات : محمد صفدر "
خازن : راجہ الطاف حسین "

حضرت مولانا سیّد نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی کی موت قومی اور ملّی سانحہ ہے!

انجمن اتحاد القراء پاکستان کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت قاری خدا بخش صدر انجمن اتحاد القراء منعقد ہوا - اجلاس میں مولانا نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی کی اچانک وفات پہ گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کو ملک وملت کے لیے عظیم نقصان قرار دیا اور حضرت مرحوم کی مذہبی و ملّی اور سیاسی عظیم خدمات کی تحسین کی گئی -

ایک اور قرار داد میں تحصیل میلسی کے ممتاز دینی و ملّی اور سیاسی رہنما مولانا مفتی کلیم اللہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے انتقال پر ملال پر بھی گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی -

مرحومہ نہایت پاک سیرت اور پاکبازی، پابندئ صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے پورے خاندان میں ایک ممتاز مقام کی مالک تھی اور پسماندگان کو اللہ رب العزّت صبر عطا فرمائے -

ایک دوسری قرار داد کے ذریعہ مفکر اسلام امام انقلاب، قاید جمعیۃ وقومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی بے لوث خدمات پر خراج عقیدت کے پھول نچھاور کیے اور آپ کی ذات پر مکمل اعتماد کرتے ہیں -

آخر میں مفتی اعظم کو انجمن اتحاد القراء پاکستان کی جانب سے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں، اور ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہیں -

اظہارِ تعزیّت

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے جنرل سیکرٹری محمد شریف نعمانی نے جمعیۃ علماء اسلام تحصیل کے نائب امیر حاجی عبد الرحیم کے والد میاں عبد العزیزؒ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کی ہے -

انہوں نے کہا کہ مرحوم کی اچانک وفات سے مجھے اور جمعیۃ کے کارکنوں کو سخت صدمہ ہوا - خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے - آمین ثم آمین -

بلتستان کے طُلبا قومی اتحاد کی حمایت کرتے ہیں

کراچی ۲۰ جون تنظیم طلباء بلتستان کا ایک اجلاس تنظیم کے سرپرست جناب محمد زاہد کی صدارت میں ہوا جس سے تنظیم کے نائب صدر محمد اسحاق، سیکرٹری نشر واشاعت محمد یعقوب صدیقی، تنظیم کے فعال کارکن عبد الرحیم اشرف اور محمد نذیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: بلتستان کے طُلباء پاکستان قومی اتحاد کے حامی اور ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار ہیں -

تنظیم کے رہنماؤں نے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود کی قیادت پر کامل اعتماد کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر حکومت نے پی - این اے کے مطالبات کو تسلیم نہ کیا یا حالیہ مذاکرات میں تعطل پیدا کرنے کی کوشش کی تو بلتستان کے طلباء اور عوام میدانِ عمل میں نکل کر بھرپور تحریک چلائیں گے -

اجلاس میں تنظیم کے سالانہ انتخاب ضلع کراچی کے لیے جن عہدیداروں کا چناؤ کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں -:

سرپرست : صوفی محمد زاہد صاحب
صدر : علی محمد "
نائب صدر : محمد اسحاق "
ناظم : محمد حسن "
ناظم علی : کریم بخش "
پروپیگنڈہ : غلام نبی "
خازن : صوفی غلام محمد "
ناظم نشریات : محمد یعقوب صدیقی "

اظہارِ تعزیّت

جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت جناب میاں غلام محمد صدیقی ناظم جمعیۃ علماء اسلام منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے نائب امیر حاجی عبد الرحیم صاحب بریارد، میاں عبد الحفیظ صاحب - و میاں عبد العلیم صاحب کے والد ماجد جناب میاں عبد العزیز صاحب ہیڈ کلرک گورنمنٹ ایس - ای کالج کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور ان کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی

یاد رہے مرحوم مورخہ ۱۲۰ ۶/۷ کو دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہو گئے تھے - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم بہت زیادہ خوش اخلاق اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اس کے علاوہ علماء دیوبند سے مرحوم کو بڑی عقیدت تھی - خداوند کریم ان کو جنت الفردوس نصیب فرمادے - اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین

حیدر آباد - پریس ریلیز

حیدر آباد جمعیۃ علماء اسلام سائیڈ ایریا کا ایک انتخابی اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المتین صاحب کی زیر صدارت ہوا اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ موجودہ تحریک میں خواتین علماء طلباء اور عوام کے

تمام طبقوں نے اس لیے حصّہ لیا کہ ملک میں عدل و انصاف کی حکمرانی ہو، ظلم و ستم کا خاتمہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ تحریک کی کامیابی کا سہرا عوام کے سر پر ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے سر شہداء کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

حافظ محمد طاہر نے قایدِ قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی مخلصانہ کوششوں کو سراہتے ہوئے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ آخر میں سائٹ ایریا کا انتخاب عمل میں آیا۔:

امیر حافظ حاجی نور محمد صاحب

نائب امیر: جناب محمد غنی "

" مولانا سید اکبر "

جنرل سیکرٹری: حافظ محمد طاہر "

سیکرٹری: نور الحسن صاحب۔

خازن: حافظ مولوی محمد نواز صاحب۔

جمعیۃ علماء اسلام سائٹ ایریا کے زیرِ اہتمام اب سہ روزہ اجتماعات مختلف مقامات پر ہوں گے۔

محمد طاہر جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام
سائٹ ایریا حیدرآباد

تحصیل لودھراں اور تنظیمِ نو

اسلام و جمہوریت کی بقاء و سالمیت کے لیے اٹھنے والی ہر تحریک میں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں ہمیشہ نمایندہ و فعّال کردار ادا کرتی رہی ہے یہی وجہ ہے کہ تحریکِ پاکستان سے لے کر آج تک یہ تحصیل اپنے تمام بڑے بڑے اکابرین اور بزرگانِ ملّت کی خصوصی توجہات کا مرکز رہی انہوں نے نہ صرف یہاں قدم رنجہ فرمایا بلکہ اپنے مواعظِ حسنہ سے یہاں کی مردم خیز مٹی کو کندن میں ڈھالا۔

گذشتہ مدت کے تمام تضاد انتخابات اور [illegible] کے بعد [illegible] گیے [illegible] ثانی تحریک میں تحصیل جمعیت [illegible] حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے پیش نظر جناب قاری نور الحق صاحب ناظم اعلیٰ پنجاب نے اپنے برادر صغیر قاری عبد الرحمٰن صاحب اور راقم الحروف کو جب کہ ہم بہاول پور سنٹرل جیل میں ان سے آخری ملاقات کے لیے حاضر تھے کو یہ حکم دیا کہ میری رہائی کے فوراً بعد تحصیل لودھراں کی تینوں مجالس شوریٰ (کہروڑ پکا، لودھراں، دنیاپور) کا اجلاس بلا کر تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا۔ تاکہ پیش آمدہ حالات سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔ چنانچہ ان کے حکم کے تحت ۹ مئی ۱۹۷۷ء میں کہروڑ پکا میں یہ نمایندہ اجلاس جناب قاری نور الحق قریشی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حالاتِ حاضرہ اور خصوصی طور پر تحصیل سیاست پر بحث ہوئی اور درج ذیل اہم فیصلے کیے گئے۔

۱۔ آیندہ اجلاس میں تحصیل سطح پر نئے انتخابات کرائے جائیں۔

۲۔ ایک مستقل باتنخواہ مبلغ کا تقرر عمل میں لایا جائے۔

۳۔ تحصیل میں کام کے لیے ایک جیپ کا انتظام کیا جائے۔

۴۔ وفود کی شکل میں علاقہ میں دین دار زمینداروں سے مل کر جماعت کے پروگرام سے انہیں روشناس کرایا جائے۔

ان فیصلوں کی روشنی میں دوسرا اجلاس ۲۲ مئی ۷۷ء کو قاری نور الحق صاحب کی زیرِ صدارت ہوا۔ قاری صاحب نے رہائی کے بعد اپنے دوروں کی رُوداد سنائی۔ حالاتِ حاضرہ سے جماعت کو باخبر کیا اور پھر نیا انتخاب عمل میں لایا گیا جس کی تفصیل ترجمان اسلام ۳ جون ۷۷ء کے شمارے میں آ چکی ہے۔ ان تھک کارکن جناب مولانا محمد شریف نعمانی کو ناظم اعلیٰ کے ساتھ باتنخواہ مبلغ کی حیثیت سے بھی چن لیا گیا۔ تین صد روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ جناب حکیم حبیب احمد قریشی صدیقی نے یک صد روپیہ ماہوار۔ لودھراں جمعیۃ نے پچاس روپے اور دنیاپور جمعیۃ نے پچیس روپے ماہوار تحصیل جمعیۃ کو دینے کی پیشکش کی۔

تیسرا اجلاس ۲۷ مئی ۷۷ء کو خانوادہ مسجد دنیاپور میں زیرِ صدارت مولانا [illegible] بخش صاحب امیر تحصیل جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل فیصلے کیے گئے

۱۔ تحصیل دفتر کا قیام کہروڑ پکا میں عمل لایا جائے گا۔

۲۔ ناظم اعلیٰ چاند کا پہلا ہفتہ لودھراں، دوسرا ہفتہ دنیاپور، تیسرا ہفتہ کہروڑ پکا اور آخری ہفتہ دفتر کے کام میں صرف کریں گے۔

چنانچہ اس پروگرام کی روشنی میں مولانا محمد شریف صاحب نعمانی نے کہروڑ پکا سب تحصیل میں کام شروع کیا۔ شہر میں دفتر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مقامی راجپوت برادری سے مل کر انہیں جمعیۃ میں شمولیت کے لیے آمادہ کیا۔ چنانچہ یہ برادری قاری نور الحق صاحب کی آمد پر باقاعدہ جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کر گئی مولانا لقمان اور دوسرے احباب کی کوشش سے مدرسہ باب العلوم کے مشہور عالم دین جناب سید جاوید شاہ صاحب نے جمعیت کا فارم رکنیت پُر کیا۔ اور اکابرینِ جمعیۃ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ ناظم اعلیٰ نے قاری عبد الرحمٰن صاحب کی معیت میں جیپ کے لیے چندہ کی فراہمی کا کام شروع کیا جو کہ غریب کارکنوں کے تعاون سے آٹھ ہزار تک پہونچ چکا ہے۔ کہروڑ پکا کی نواحی بستیوں ملتانی والی بستی چند پیر اور مسر گوٹھ میں جماعتوں کی تشکیل کی گئی۔

چوتھا اجلاس ۱۰/۶/۷۷ کو لودھراں میں منعقد ہوا۔ اور مولانا محمد شریف صاحب نعمانی نے اپنی رپورٹ پیش کی اور متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ جناب نعمانی صاحب سب تحصیل میں مقامی جماعت کے مشورہ سے صرف اور صرف پاکستان قومی اتحاد کے لیے کام کریں گے۔

حضرت امیر مولانا اللہ بخش صاحب فاضل دیوبند کے قیمتی نصائح اور مشوروں کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔ تحصیل جمعیۃ کی پوری ورکنگ کمیٹی کا انتخاب، انتخابِ لاجواب ہے، کیونکہ جہاں مولانا اللہ بخش صاحب فاضل دیوبند جیسی بارعب شخصیت اور مفتی محمود صاحب کے بے باک و نڈر سپاہی کا نام امارت کے لیے لاثانی ہے وہاں

[illegible]